

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل و مسائل پر مشتمل اہم تحریر



الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ بنام

نیکی کی دعوت کے فضائل

www.sirat-e-mustaqeem.com



مؤلف: فضیلۃ الشیخ أسعد محمد سعید صاغر جی مدظلہ العالی



SC 1286



نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل و مسائل پر مشتمل اہم تحریر

الْأَمْرُ بِالْبَعْرِوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ بنام

نیکی کی دعوت کے فضائل

مؤلف:

فَضِيلَةُ الشَّيْخِ أَسْعَدُ مُحَمَّدٍ سَعِيدٍ صَاغِرِجِي مُدَّظِلُّهُ الْعَالِي

مُتَرَجِّمِينَ: مدنی علما (شعبہ تراجم کتب)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واصحابہ وسلم

نام کتاب :	الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ
ترجمہ بنام :	نیکی کی دعوت کے فضائل
مؤلف :	فَضِيلَةُ الشَّيْخِ أَسْعَدُ مُحَمَّدٍ سَعِيدٍ صَاغِرٍ جِي مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِي
مترجمین :	مدنی علما (شعبہ تراجم کتب)
سن طباعت :	شوال المکرم ۱۴۳۱ھ بمطابق ستمبر 2010ء
قیمت :	روپے

تصدیق نامہ

۱۵۸

حوالہ نمبر:-----

۱۱ ربیع الثور ۱۴۳۰ھ

تاریخ:-----

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ“ کے ترجمہ

”نیکی کی دعوت کے فضائل“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے

مطالب و مفاتیم کے اعتبار سے مفید و بھرپور ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوت اسلامی)

09 - 03 - 2009

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی۔

[illegible]

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
50	حدیث پاک کی تشریح	2	سند اجازت
50	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے آداب	3	اس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں
55	صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال	4	الْمَدِينَةُ الْعِلْمِيَّةُ کا تعارف
56	نرم مزاجی کے متعلق حکایت	6	پہلے اسے پڑھ لیجئے
57	برائی سے منع کرنے کا بہترین انداز	14	أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی فضیلت
58	برائیوں کی اقسام	16	نیکی کی دعوت کی لوگوں کو حاجت
59	مساجد میں ہونے والی برائیاں	20	نیکی کی دعوت دینے کا فائدہ
61	سیدنا حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کا علمی مقام	20	نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام
65	بازاروں میں ہونے والی برائیاں	24	سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی قرآن فہمی
66	راستوں میں ہونے والی برائیاں	25	مَعْرُوفٌ کا مفہوم
67	چوتراہ مسنار کر دیا	26	مُنْكَر کی تعریف
68	شادی و خوشی کے موقع پر ہونے والی برائیاں	26	أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کا حکم
71	شطنج کے جواز کی شرائط	28	عظیم شعار
72	اسراف کی مختلف صورتیں	29	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کی شرائط
73	شان نزول	37	أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی شرائط
73	اللَّهُ وَرَسُولُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کافی ہیں	40	عیب تلاش نہ کرو
74	عام برائیاں	40	خلیفہ ثانی کی انوکھی حکایت
76	حُکام وقت کو وعظ و نصیحت	43	برائی ختم کرنے کے مختلف طریقے
77	مفہوم حدیث	44	مَدَنی پھول
78	سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کا واقعہ	47	ضروری وضاحت
83	امام اوزاعی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اور خلیفہ منصور کا واقعہ	47	حدیث پاک کی تشریح
91	ماخذ و مراجع	47	ایک اشکال کا جواب
92	الْمَدِينَةُ الْعِلْمِيَّةُ کی کُتب کا تعارف	48	خلاصہ کلام

{ سند اجازت }

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ۳ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ کو عالمی مدنی مرکز ”فیضانِ مدینہ“ باب المدینہ کراچی میں قائم ”دعوتِ اسلامی“ کے علمی، تحقیقی اور اشاعتی شعبہ ”اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَّةُ“ سے مبلغ دعوتِ اسلامی ”ملک شام“ کے سفر پر تشریف لے گئے اور وہاں کے علما و مشائخ اہلسنت کَحَرَمُہُمُ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ انہی علما و مشائخ میں ایک جید عالم دین فَضِیْلَةُ الشَّیْخِ اسعد محمد سعید صاغر مجری مدظلہ العالی بھی ہیں۔ جنہوں نے دعوتِ اسلامی کے شعبہ ”اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَّةُ“ کو اپنی مبارک کتب کے اُرُو ترجمہ کی ”سند اجازت“ عطا فرمائی۔ جس کا عکس اور ترجمہ درج ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

انا الموقع اراء مؤلف كتاب ”شعب الایمان“ اربع مجلدات وكتاب ”الفقه الحنفی وأدلته“
”فقه السنة النبویة“ العهود المحدثیة ”مر“ الجری فی السلوك الى ملاف الخلال
آزول المدینة العلمیة، التابعة لمجمیة الدعوة الاسلامیة بترجمة هذه الكتب من اللغة
العربیة الى اللغة الأردنیة فقط بغیة نشرها للاستفاد بها وعلیه اوقع
مدخله یتف (بسم الله الرحمن الرحیم) بیضا بترجمة یتف

المسلم الخدی عقیقة وعبادة صلوک ۱۱ شوال ۱۴۲۹ھ
۱۱ یولدا ۱۴۲۹ھ
اسعد محمد سعید صاغر مجری
المدینة العلمیة

(ترجمہ:) اَللّٰہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

”یہ سند اجازت تحریر کرنے والا، میں مؤلف کتب ہذا (۱)..... شُعْبُ الْإِيْمَان (4 جلدیں) (۲)..... اَلْفَقْهُ الْحَنْفِی وَأَدِلَّتْہ (۳)..... فِقْہُ السُّنَّةِ النَّبَوِیَّةِ فِی الْعُھُودِ الْمُحَمَّدِیَّة اور (۴)..... اَلْجَدْفِی السُّلُوکِ اِلِی مَلِکِ الْمُلُوک، دعوتِ اسلامی کے شعبہ ”اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَّةُ“ کو خوشی ان کتابوں کے عربی سے فقط اُرُو ترجمہ کی اجازت دیتا ہوں۔ اس خواہش کے ساتھ کہ (دینی) فوائد کے حصول کے لئے ان کی نشر و اشاعت کی جائے اور میں اس پر دستخط بھی کرتا ہوں۔“

نوٹ: مذکورہ اجازت ان دو کتب کے لئے بھی ہے:

(۲) اَلْمُسْلِمُ الْحَقَّ عَقِیْدَةً وَعِبَادَةً وَسُلُوکًا اسعد محمد سعید صاغر مجری

(۱) اَلْتَّسْبِیْرُ فِی الْفِقْہِ الْحَنْفِی ۱۱ شوال ۱۴۲۹ھ بمطابق 11 اکتوبر 2008ء

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

”فیضِ مجلسِ شوریٰ“ کے 11 حروف کی نسبت سے

اس کتاب کو پڑھنے کی ”11 نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی

نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (المعجم الكبير للطبرانی، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دومدنی پھول: ﴿۱﴾! نیرا چھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

{ ۱ } ہر بار حمد و { ۲ } صلوٰۃ اور { ۳ } تَعُوْذُ و { ۴ } تسمیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی

صُغْرُ پر اُپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ { ۵ } رضائے

الہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ { ۶ } حَتّٰی الْوُسْعُ اِس کا باوُضُو اور

قَبْلَہ رُوْمَطَالَعہ کروں گا۔ { ۷ } جہاں جہاں ”اللّٰہُ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ

اور { ۸ } جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسْمِ مَبَارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پڑھوں گا۔ { ۹ } دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ { ۱۰ } اس حدیث

پاک ”تَهَادُوا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔“ (مؤطا امام مالک، ج ۲،

ص ۴۰۷، الحديث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو

تحفہ دوں گا۔ { ۱۱ } کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلَع کروں گا۔

(مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدينة العلمية

از: شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا ابوبال محمد الیاس عطا رقادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم تبليغ قرآن
وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ
علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے۔ ان تمام امور کو بحسن خوبی
سرا انجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس
”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علما و مفتیان کرام کثرہم اللہ السلام
پر مشتمل ہے۔ جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ
ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبہ درسی کتب

(۳) شعبہ اصلاحی کتب (۴) شعبہ تراجم کتب

(۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم المرتبت،
عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجید دین و ملت، حائِ سنت، ماحی بدعت، عالم
شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام
احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی رگراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق

حتیٰ الوسع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلمیہ“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرِ شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ



پہلے اسے پڑھ لیجئے!

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا حاصل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے کہ جس شخص کو اس کی رضا حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی ایسے کام کرنے چاہئیں جو رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ انہی کاموں میں سے ایک نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ چنانچہ،

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى
الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُقْبِلُونَ ﴿۱۰۳﴾ (پ ۴، ال عمران: ۱۰۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

یقیناً اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قادرِ مطلق ہے۔ وہ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (پ ۱، البقرہ: ۲۰)

وہ اگر چاہے تو مخلوق کے بغیر بھی بگڑے ہوئے انسانوں کو راہِ راست پر لا سکتا ہے۔ لیکن اس کو یہی محبوب ہے کہ ”أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ“ کے اہم فریضہ کو اس کے بندے بجالائیں اور اس کا قربِ خاص حاصل کریں۔ بے شک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ یہ اہم کام فضیلت کا باعث ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ ۚ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴿۱۱۰﴾ (پ ۴، ال عمران: ۱۱۰)

ترجمہ کنز الایمان: تم بہتر ہو ان سب اُمتوں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس کو ترک کرنے پر وبالِ عظیم ہے۔ جیسا کہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ
عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝
كَانُوا لَا يَتَنَبَّهُونَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا
كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (پ ۶، المائدہ: ۷۸-۷۹)

ترجمہ کنز الایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بے کام کرتے تھے۔

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا، اچھائی کا حکم کرنا واجب ہے۔ تبلیغ بند ہونے پر عذاب الہی آنے کا اندیشہ ہے۔“ (۱)

ان آیات قرآنیہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوئی اور اس سے پہلو تہی کرنے کے نقصانات بھی واضح ہوئے اور یہ بات ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آخری نبی ہیں۔ لہذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس عظیم الشان کام کی ذمہ داری اُمتِ محمدیہ پر ہے۔ پس ہر مسلمان پر اپنی قوت و قدرت کے مطابق نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا لازم ہے اور اس کے لئے اس کے آداب و احکام سے آگاہی ضروری ہے جو آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔ لگے ہاتھوں یہاں شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ؒ اَمْتُ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فرامین کی روشنی میں انفرادی و اجتماعی ”اُمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْی عَنِ الْمُنْكَرِ“ اور مبلغین کے

.....نور العرفان فی تفسیر القرآن، سورۃ مائدہ تحت الآیہ: ۷۹.

26 آداب بیان کئے جاتے ہیں:

- (1).....مبلغ باعمل ہو۔ کیونکہ باعمل کی بات جلد اثر کرتی ہے۔ (2).....علمائے اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (3).....جب کسی کو نیکی کی دعوت دیں (یعنی نصیحت کریں) تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور گناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اسے منع کریں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے سمجھائیں۔ (4).....بے جا جذباتی نہ بنیں۔ اگر جھڑک کر سمجھانے کی کوشش کریں گے تو اُلٹا ضد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لوگ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ کسی کو ڈانٹ کر سمجھانے کی مثال یوں سمجھیں کہ گویا جس برتن میں کچھ ڈالنا تھا اس میں پہلے ہی سے آپ نے چھید کر ڈالا۔ (5).....اگر کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اس سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی اور اس کی دل آزاری ہو جانے کا بھی قوی امکان ہے۔ لہذا موقع پا کر سمجھائیں۔ حضرت سیدنا ابوورداء رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اسے ذلیل کیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اسے مُزَيِّن (یعنی آراستہ) کیا۔“ (1) یعنی ظاہر ہے اسے اکیلے میں محبت کے ساتھ سمجھائیں گے تو قوی اُمید ہے کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لے گا اور یوں وہ اصلاح کے ساتھ مُزَيِّن ہو جائے گا۔ (6).....والدین اپنی اولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو اور اُستاد اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی سے بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔ (7).....کوئی برائی میں مصروف ہے، گناہ کر رہا ہے اور ہمارا گمان غالب ہے کہ اگر ہم سمجھائیں گے تو برائی سے باز آجائے گا۔ ایسی صورت میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ واجب ہے۔ اگر ہم نے یہ نہ کیا تو گناہ گار ہوں گے۔“ (2)

.....تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص ۴۹۔

.....بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۵۹۔

- (8)..... اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ کرنے والے مبلغ کے پاس علم ہونا ضروری ہے ورنہ کس طرح سمجھائے گا؟ اس لئے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ (عوام مبلغین) جتنا کتاب میں پڑھیں یا علمائے حقہ سے سنیں وہی بیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات و احادیث کی تفسیر و تشریح نہ کریں۔ (9)..... مبلغ کی نیت صرف رضائے الہی کا حصول اور اسلام کی سر بلندی ہو۔ (10)..... مبلغ کا بااخلاق اور ملنسار اور باکردار ہونا بے حد ضروری ہے۔ (11)..... مبلغ صابر اور بردبار بھی ہو۔ ہو سکتا ہے جس کو سمجھایا جا رہا ہے وہ پتھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مبلغ کے لئے یہ موقع امتحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خدا نخواستہ غصہ کا مظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔ (12)..... مبلغ کے مزاج میں بے جا غصہ ہو ہی نہ، نرمی ہی نرمی ہونی چاہئے۔ (13)..... عوام (یعنی جو عالم نہ ہو) ہرگز مشہور و معروف علمائے حقہ اور مفتیانِ کرام کی ٹوہ میں نہ رہیں۔ ان کی غلطیاں نہ نکالیں۔ ان کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْی عَنِ الْمُنْكَرِ نہ کریں کہ یہ بے ادبی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات کسی خاص مصلحت کے تحت ایسا کر رہے ہوں اور عوام کی نظر وہاں تک نہ پہنچے۔ (1) (14)..... کسی کو گناہ کرتا دیکھیں اور مَعَاذَ اللہ خود بھی وہی گناہ کرتے ہیں پھر بھی اسے گناہ سے منع کریں کیونکہ آپ کے ذمے تو دو چیزیں واجب ہیں: (۱) برے کام سے بچنا اور (۲) دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کے تارک ہیں تو دوسرے کے تارک کیوں بنیں؟ (2) سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:
- ”بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اَنِّي لَعَنِي“ یعنی: پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔“ (3)

.....الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہۃ، الباب السابع عشر فی الغناء..... الخ، ج ۵، ص ۳۵۳۔

.....الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہۃ، الباب السابع عشر فی الغناء..... الخ، ج ۵، ص ۳۵۳۔

.....مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث: ۱۹۸، ج ۱، ص ۵۹۔

- (15)..... جو کچھ دوسروں کو کہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس کا مخاطب بنائیں۔
- (16)..... عیش و کوشیوں سے اجتناب کرتے رہیں اور اپنی زندگی سادگی کے ساتھ گزاریں۔
- (17)..... خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کریں۔ (18)..... لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق محبت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔
- (19)..... دقیق مضامین اور پیچیدہ مسائل نہ چھیڑیں۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کا فرمانِ عالیشان ہے: ”أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ (پ ۱۴، النحل: ۱۲۵) ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ کی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔“ (اور) منقول ہے: ”كَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عَقُولِهِمْ“ یعنی: لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔“ (اور) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ باتیں ایسی بھی سنی ہیں کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کردوں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔“ (1) (20)..... نیکی کی دعوت دینے کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کریں اور صبر و استقامت کا پہاڑ بن جائیں۔

(چنانچہ) تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس پر مصیبت آئے اور صبر کرنا دشوار معلوم ہو وہ میرے مصائب کو یاد کر لے۔“ (2) ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راہِ خدا میں تکالیف اٹھانا یاد کریں گے تو ہمیں اپنی تکالیف اس کے آگے ہچ نظر آئیں گی۔ (21)..... احیائے سنت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ (22)..... سنئیں سیکھنے اور سکھانے کی پاکیزہ آرزو اور اس راہ میں اخلاص و ایثار کا جذبہ اپنے اندر بیدار رکھیں۔ (23)..... عامی مبلغین کو چاہئے

..... صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، الحدیث: ۱۲۰، ص ۱۳۔

..... تنبیہ الغافلین، باب الصبر علی البلاء والشدة، ص ۱۳۸۔

کہ وہ بحث و مباحثہ (یعنی جدل و مناظرہ) میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر علمائے حقہ کی طرف رجوع کریں کہ یہ انہیں حضرات کا شعبہ ہے۔ البتہ! اپنے عقائد و اعمال میں پختہ ضرور رہیں۔ (24)..... اپنے بیان میں ہمیشہ اس امر کا اہتمام رکھیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے پایاں رحمت سے اُمید کی کیفیت بھی طاری رہے اور قہر و غضب کی بھی۔ (25)..... اپنے بال بچوں کی اصلاح بھی کرتے رہیں۔ (چنانچہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا** (پ ۲۸، التحریم: ۶) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“ (26)..... والدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مرتکب ہوں تو ہرگز ان پر شدت نہ کریں، نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اصلاح کی درخواست کریں۔ اُن سے الجھانہ کریں۔

”شُعْبُ الْإِيمَانِ لِلصَّاعِرِ جِي“ ملک شام کے حبیب عالم دین شیخ اسعد محمد سعید صاغر جی مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی کی مبارک تصنیف ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجلس المدینۃ العلمیۃ کے حکم پر شعبہ تراجم کُتب سے اس کے ایک باب ”الزُّهْدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ“ کا اردو ترجمہ بنام ”دُنیا سے بے رغبتی اور اُمیدوں کی کمی“ شائع ہو کر عوام و خواص میں خوب فیض پہنچا رہا ہے۔ پیش نظر کتاب بھی اسی مبارک تصنیف کے ایک اور باب ”اَلْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ“ کا اُرُو و ترجمہ ہے جو بنام ”نیکی کی دعوت کے فضائل“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل و فوائد اور آداب و احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس ترجمہ میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایتوں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی پر خلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی

کا دخل ہے۔

ترجمہ کے لئے دَارُ الْكَلِمَ الطَّيِّبِ دمشق بیروت کا نسخہ (مطبوعہ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء) استعمال کیا گیا ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے ان اُمور کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

☆..... سلیس اور با محاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی سمجھ سکیں۔
☆..... آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ سے لیا گیا ہے۔

☆..... آیاتِ مبارکہ کے حوالے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور حتّٰی الْمَقْدُورُ احادیثِ طیبہ و واقعات کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

☆..... بعض مقامات پر حواشی مع التخریج کا التزام کیا گیا ہے۔

☆..... موقع کی مناسبت سے جگہ بہ جگہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

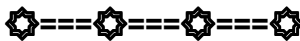
☆..... نیز مشکل الفاظ کے معانی ہلالین (.....) میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆..... علاماتِ ترقیم (مُوزَاوَقَات) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

(اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

شعبہ تراجم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى
اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنِّىْ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (پ ۲۴، حم السجدة: ۳۳) کہے میں مسلمان ہوں۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اس اُمت کو سب سے پہلے نیکی کی دعوت دینے اور
برائی سے منع کرنے والے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی
طرف بلانے، کفر و شرک اور بدعت کو مٹانے کا آغاز فرمایا۔ پس نیکی کا حکم دینا اور برائی سے
منع کرنا رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام اور ان کی پیروی کرنے والوں کا طریقہ اور مومنین و منافقین
کے درمیان فرق کرنے والا (کام) ہے۔ جیسا کہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام قرآن مجید
میں ارشاد فرماتا ہے:

الْمُفْقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ
بَعْضٍ يَّامُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيْہُمْ
سُوءَ اللّٰهِ فَنَسِيْہُمْ ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ ۱۰، التوبة: ۶۷)

اور ارشاد فرماتا ہے:
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

اُولِيَاءُ بَعْضُ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب
اِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (پ ۱۰ التوبة: ۷۱) حکمت والا ہے۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی فضیلت:

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں (جن میں سے چند بیان کئے جاتے ہیں)۔

(1)..... اس سے دنیا کا نظام قائم اور درست رہتا ہے کیونکہ لوگوں کو فقط اللہ عزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (پ ۲۷، الذاریت: ۵۶) ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اور اللہ عزَّوَجَلَّ نے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب وہ اس کی عبادت کریں گے تو زمین میں انہیں اپنا نائب بنالے گا اور ان تمام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا اختیار دے گا جنہیں اللہ عزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزَّوَجَلَّ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَآ دَخَلَتْهُمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ (۳۵) وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ
ترجمہ کنز الایمان: اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے۔ اور اگر وہ قائم رکھتے تو ریت اور انجیل اور جو کچھ ان

کی طرف ان کے رب کی طرف سے اتراتو نہیں
رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے
ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر
بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

لَا كَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
أَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ
وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾
(پ ۶، المائدہ: ۶۵، ۶۶)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر بستیوں والے ایمان
لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین
سے برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو
ہم نے انہیں ان کے کیے پر گرفتار کیا۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ (پ ۹، الاعراف: ۹۶)

(2)..... نیک کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے (کی برکت) سے زمین اور اہل زمین
سے مصیبت دور ہوتی ہے۔ اس کام کو نہ کرنے کی وجہ سے پہلی اُمتوں کو عذاب دیا گیا۔
جب عذاب آیا تو عذاب نے تباہ و برباد کر کے انہیں جڑ سے اکھیڑ دیا۔ نیک کی دعوت دینے
اور برائی سے منع کرنے کی وجہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور زمین والوں سے عذاب اُٹھ
جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر اللہ نیکوں میں بعض
سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے
مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ
لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ
عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ (پ ۲، البقرة: ۲۵۱)

(3)..... نیک کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے سے لوگوں پر رحمت قائم ہو جاتی ہے
لہذا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کا کوئی عذر نہ رہے گا۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: رسول خوشخبری دیتے اور ڈر
 سنا تے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو
 کوئی عذر نہ رہے۔ (پ ۶، النساء: ۱۶۵)

(4)..... ایسے شخص کو وعظ و نصیحت کی جائے جو اسے قبول کرنا چاہتا ہو۔ چنانچہ اللہ عز و جل
 نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ۝۹
 ترجمہ کنز الایمان: تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت
 کام دے۔ (پ ۳۰، الاعلیٰ: ۹)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ
 الْمُؤْمِنِينَ ۝۵۰ (پ ۲۷، الذریت: ۵۰) فائدہ دیتا ہے۔

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے سبب دنیا کا نظام درست رہتا
 اور ترک کرنے کی وجہ سے فساد برپا ہو جاتا ہے۔ لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے
 جب تک نیکی پر کاربند رہیں گے اور اس کی دعوت دیتے رہیں گے، برائی سے رُکے رہیں
 گے اور اس سے منع کرتے رہیں گے۔

نیکی کی دعوت کی لوگوں کو حاجت:

چونکہ شیطان کو ابن آدم پر مسلط کیا گیا ہے اس لئے وہ اس سے جدا نہیں ہوتا جیسا کہ
 حدیث پاک میں ہے، سَيِّدُ الْمُبْلَغِينَ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ، صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 نے ارشاد فرمایا: ”تم میں ایسا کوئی نہیں جس پر ایک ساتھی جن (یعنی شیطان) مسلط نہ ہو۔“
 لوگوں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَالِهٖ وَسَلَّم پر بھی؟“ ارشاد فرمایا: ”مجھ پر بھی، مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس پر مدد دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اب وہ مجھے بھلائی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔“ (۱)

یہ بات واضح ہے کہ شیطان انسان کو وسوسے میں مبتلا کرتا اور اسے نیکی کے کام سے روکتا ہے پس انسان ہمیشہ وعظ و نصیحت کا محتاج ہے اور زمانہ نبوی سب زمانوں سے اعلیٰ ہے۔ جیسے جیسے ہمارے اور زمانہ نبوی کے درمیان فاصلہ بڑھتا گیا ہمیں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ اور نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی ضرورت زیادہ ہوتی گئی۔ اس پر حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ فرمان دلیل ہے کہ ”ہر آنے والے زمانے سے جانے والا زمانہ بہتر ہے۔“ تو آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”اے ابو عبد الرحمن رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ! ہمارا زمانہ پچھلے زمانوں سے خوشحال اور سستا ہے۔“ تو آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے استفسار فرمایا: ”فقہائے کرام اور قاری قرآن کس زمانے میں زیادہ ہیں؟ اور کون سا زمانہ، زمانہ نبوی سے قریب ہے؟“ عرض کی: ”جو زمانہ گزر گیا۔“ تو حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ”یہی تو میری مراد تھی۔“

اس فرمان کہ ”ہر آنے والے زمانے سے جانے والا زمانہ بہتر ہے“ کے متعلق حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہ الْخَالِقِ فرماتے ہیں: ”میں اسے سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے سے سمجھتا ہوں۔“

پس زمانے کی درستی و بھلائی اہل زمانہ کی درستی میں ہے، اور زمانے کی خرابی اور برائی اس کے اہل کی خرابی و برائی اور ان میں بھلائی کی کمی کی وجہ سے ہے اور سب زمانوں سے بہتر زمانہ، حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زمانہ ہے اور بعد والے زمانے میں

..... صحیح المسلم، کتاب صفات المنافقین و احکامہم، باب تحریش الشیطان وبعثہ..... الخ،

الحديث: ۷۱۰۸، ص ۱۱۶۸.

بھلائی کم ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ چنانچہ، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔“ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ، بعد والے زمانے سے بہتر ہے اور ایسے ہی ہمیشہ ہوتا رہے گا (یعنی خیر میں کمی آتی رہے گی) اس لئے کہ زمانے کی تعریف اس میں خوشحالی و کثرتِ فراخی کی وجہ سے نہیں بلکہ اہل زمانہ کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ کبھی کبھار خوشحال زمانے میں برائی زیادہ ہوتی ہے تو وہ بہترین زمانہ نہیں کہلاتا اور کبھی کبھار قحط زدہ زمانے میں برائیاں اور گناہ کم ہوتے ہیں تو وہ بہترین زمانہ کہلاتا ہے اور ہم جس زمانے میں ہیں اس میں بھلائی کم اور برائی زیادہ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

چنانچہ، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ”اللہ عزَّ وَّجَلَّ علم کو یوں نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں) سے نکال لے گا بلکہ علما کی موت کے ساتھ علم کو اٹھا لے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے سوالات کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“ (۲)

برائیوں کی کثرت والے زمانے میں لوگوں کو ایسے شخص کی حاجت ہے جو ان کو آگاہ کرے۔ ان کی خیر خواہی کرے۔ انہیں رحمتِ الہی کی اُمید دلائے اور غضبِ الہی سے ڈرائے

.....صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضائل اصحاب النبی..... الخ،

الحديث: ۳۶۵۱، ص ۲۹۷.

.....صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، الحديث: ۱۰۰، ص ۱۱.

اور اس (یعنی بھلائی کی طرف بلانے والے) عمل پر قائم رہنے والے لوگ اللہ عزوجل کی طرف سے بشارت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ چنانچہ،

اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

(پ ۴، آل عمران: ۱۰۴)

جب خدائے جبار و تعالیٰ جل جلالہ کا عذاب نازل ہوگا تو نیک کی دعوت دینے اور برائی

سے منع کرنے والے اُس سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَیِّنٍ ۖ بَمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے پچالیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا۔

(پ ۹، الاعراف: ۱۶۵)

نیک کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہر زمانے میں نیک لوگوں کی عادت رہی ہے

اور (یوں ہی) قیامت قائم ہونے تک جاری رہے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں سرکارِ مدینہ،

قراری قلب وسینہ، باعث نزولِ سکینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی خوشخبری دی۔

چنانچہ، حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَعُوْفٌ رَحِیْمٌ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر

اللہ، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔“ (۱)

..... صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب ذهاب ایمان اخر الزمان، الحدیث: ۳۷۵، ص ۷۰۲.

نیکی کی دعوت دینے کا فائدہ:

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے دین کی حفاظت اور اس کا پھیلانا اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے، جیسا کہ وہ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّا لَحٰثِرُونَ ﴿۹﴾ (پ ۴، الحجر: ۹) اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

پس جس نے ہدایت کی دعوت دی اس نے اپنی دعوت سے مدد حاصل کی، ایسا نہیں ہے کہ اسی نے دعوت دین کا چرچا کیا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کا پرچار نہ ہوتا اور ہر وہ شخص جس نے دین کی مدد کی بے شک اس نے دین میں اپنے لئے مدد حاصل کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے اور بندے اس کے محتاج۔ اس کے دین کی دعوت کسی کی محتاج نہیں لیکن دعوت دینے والے محتاج ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانے والا اپنے آپ کو اور دوسروں کو (ہلاکت سے) بچا لیتا ہے۔ جب وہ کوتاہی کرتا اور دعوت دینا چھوڑ دیتا ہے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور دوسرے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورہ مائدہ میں کچھ اُمتوں کے ایک شخص کا قصہ بیان فرما کر اُمت محمدیہ کو ایمان کے اس عظیم شعبہ کو چھوڑنے سے ڈرایا ہے تاکہ یہ اُمت نصیحت حاصل کرے۔ خوش بخت ہے وہ شخص جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ ہم وہ قصہ یوں ہی بیان کرتے ہیں جیسے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سُنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بنی اسرائیل پر

سب سے پہلی بلا یہ آئی کہ ایک شخص (پہلے دن) دوسرے سے ملاقات کرتا تو کہتا: اے فلاں! اللہ عزوجل سے ڈر اور جو تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں۔ مگر جب دوسرے دن اس سے ملاقات کرتا تو اسے نہ روکتا بلکہ اس کے ساتھ کھانا پیتا، اٹھتا بیٹھتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے دل ایک جیسے کر دیئے۔

پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَآءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۝

تو بہتیرے فاسق ہیں۔

(پ ۶، المائدہ: ۷۸ تا ۸۱)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خبردار! اللہ عزوجل کی قسم! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا۔ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف جھکا دینا اور حق بات قبول کرنے پر اسے مجبور کر دینا۔“ (۱)

..... سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث: ۴۳۳۶، ص ۱۵۳۹۔

حدیث پاک میں لفظ ”تَطْرُوهُمْ“ کا معنی ہے ”تَلْزَمُونَهُمْ بِاتِّبَاعِ الْحَقِّ“ یعنی انہیں حق کی پیروی کرنے پر مجبور کر دینا۔“ اور شہنشاہِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس باب میں نیکی کی دعوت نہ دینے اور برائی سے منع نہ کرنے کے نقصانات بیان کرنے کے لئے ایک اور مثال بیان فرمائی۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات پر قائم رہنے والے (یعنی نیکی کی دعوت دینے والے) اور اس کی حدود کو پامال کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی کے حصے باہم تقسیم کر لئے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پیاس لگتی تو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں اس سے اوپر والوں کے پاس جانے کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن اگر وہ ان کو روکتے ہیں تو یہ بھی بچ جائیں گے اور دیگر تمام لوگ بھی نجات پا جائیں گے۔“ (۱)

اس عظیم کام میں سستی کرنا ایسے فتنوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے جن میں عقلیں حیران رہ جائیں گی اور ان سے چھٹکارے کی راہ نکالنے سے عاجز آ جائیں گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابوبامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں نافرمان ہو جائیں گی، تمہارے نوجوان فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں

..... صحیح البخاری، کتاب الشریکۃ، باب هل یقرع فی القسمة والاستہام فیہ، الحدیث: ۲۴۹۳، ص ۱۹۶۔

گے اور تم جہاد کو چھوڑ دو گے؟“ لوگوں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا ایسا بھی ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے بھی سخت ہوگا۔“ لوگوں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دو گے؟“ عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا ایسا بھی ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! آنے والے وقت میں معاملہ اس سے بھی سخت ہوگا۔“ لوگوں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اس سے بھی سخت کیا ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھو گے؟“ عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا ایسا بھی ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے زیادہ سنگین ہوگا۔“

لوگوں نے عرض کی: ”اس سے زیادہ سنگین کیا ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم برائی کی دعوت دو گے اور نیکی سے منع کرو گے؟“ لوگوں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا ایسا بھی ہوگا؟“ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے بھی زیادہ شدید ہوگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں انہیں ایسی آزمائش میں مبتلا کر دوں گا جس میں سمجھ دار شخص بھی حیران رہ جائے گا۔“ (۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کی قرآنِ مہمی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ
لَا يَصْرُكُمْ مَنْ صَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى
اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فِيمَنْ بُنِيَ بِنَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٧﴾ (المائدہ: ۱۰۵)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو
تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہو جب کہ تم راہ پر
ہو تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ
تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے۔

اس آیت کا صحیح مفہوم اور لوگوں کو اس سے آگاہ کرنے والے سب سے پہلے شخص
امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ ہیں۔ کیونکہ آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ
عَنْہُ نے لوگوں کو اس آیت کی غلط تاویل اور ایسی تفسیر کرنے سے ڈرایا جس سے مسلمانوں کو
نیکی کی دعوت دینے کا اہتمام فوت ہو رہا تھا۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کے متعلق مروی ہے کہ
آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ نے (مذکورہ آیت مبارکہ کے بارے میں) ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اس
آیت مقدسہ کی تلاوت کرتے ہو اور اسے اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر رکھتے ہو۔ بے شک
ہم نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے
سنا: ”جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ
عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب میں مبتلا کر دے۔“ (۱)

صحابی رسول حضرت سیدنا ابولعبہ خُشَنِی رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ نے مذکورہ آیت مبارکہ
پر تنبیہ کرنے میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کی پیروی کی۔
چنانچہ، حضرت سیدنا ابوامیہ شُعْبَانِی رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا

..... سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث ۴۳۳۸، ص ۱۵۳۹۔

ابو ثعلبہ خُشَنبِی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: ”اے ابو ثعلبہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ! آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اس آیت کے متعلق حقیقی طور پر واقف ذات یعنی حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”نیکی کی دعوت دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت، خواہش کی پیروی، دُنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم پر اپنی اصلاح لازم ہے اور عام لوگوں (کا خیال) چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن ہیں۔ اُن میں صبر کرنا ایسے ہے جیسے انگارے کو پکڑنا، ان میں نیک عمل کرنے والے کا اجر 50 آدمیوں کے برابر ہوگا۔“ (1)

ایک روایت میں یوں ہے، عرض کی گئی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے 50 آدمیوں کا اجر یا اُن میں سے؟“ ارشاد فرمایا: ”بلکہ تم میں سے 50 آدمیوں کا اجر۔“ (2)

معروف کا مفہوم:

معروف ایسا وسیع معنی رکھنے والا لفظ ہے جو تمام پسندیدہ اُمور کو شامل ہے۔ جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنا۔ اس کا قرب حاصل کرنا۔ لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔ شریعتِ مطہرہ کی پسندیدہ باتوں کو اپنانا اور ممنوعاتِ شرعیہ سے بچنا اور معروف صفاتِ غالبہ میں سے ہے یعنی لوگوں کے درمیان ایسا مشہور و معروف ہے کہ جب اسے دیکھتے ہیں تو اس کا انکار

.....سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث: ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹۔

.....سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث: ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹، مفہوماً۔

نہیں کرتے۔ کبھی نیکی کی دعوت صرف قول سے ہوتی ہے۔ جیسے فقرا کی مدد کی دعوت دینا اور کبھی صرف فعل سے جیسے مال خرچ کرنا اور کبھی قول و فعل دونوں کے ذریعے۔ ”قول“ کے ذریعے جیسے کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کی دعوت دینا۔ ”فعل“ کے ذریعے جیسے زکوٰۃ کی دعوت دینے والے کا خود زکوٰۃ ادا کرنا۔

مُنْکَر کی تعریف:

یہ (معروف کی تعریف میں مذکور) تمام اُمور کی ضد ہے اور اس سے مراد ہر وہ بات ہے جس کی شریعت نے برائی بیان کی ہو۔ اسے حرام ٹھہرایا ہو یا اسے ناپسند کیا ہو۔ کبھی قول کے ذریعے برائی سے منع کیا جاتا ہے جیسے شراب نوشی سے منع کرنا۔ کبھی صرف فعل سے جیسے شراب کو بہا دینا۔ جب قول کے ذریعے برائی سے منع کیا جائے تو اسے نَهَى عَنِ الْمُنْكَر کہتے ہیں اور فعل کے ذریعے منع کرنے کو تَغْيِيرُ الْمُنْكَر (یعنی برائی کو بدلنا) کہتے ہیں۔

أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کا حکم:

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُزَّوَّجِیْنِ الْعُیُوبِ بِصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ”مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ“ یعنی تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روک دے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (۱)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ،

..... صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نہی عن المنکر..... الخ، الحدیث: ۱۷۷، ص ۶۸۸۔

قر اقلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل نے مجھ سے پہلے جس امت میں بھی کوئی نبی بھیجا اس کے لئے اُس امت میں سے مددگار اور رفیق ہوئے ہیں جو اپنے نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی اتباع کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے گروہ آئے جو ایسی بات کہتے جس پر خود عمل نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا۔ پس جو شخص ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ اس سے نیچے رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔“ (۱)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ”جس شخص نے کوئی برائی دیکھی اور اسے اپنے ہاتھ سے بدل دیا تو وہ بری ہو گیا اور جو ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اس نے اپنی زبان سے بدل دیا تو وہ بھی بری ہو گیا اور جو زبان سے بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس نے اپنے دل سے بُرا جانا تو وہ بھی بری ہو گیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (۲)

حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ”نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا (اگر تم نے ایسا نہ کیا تو) قریب ہے کہ اللہ عزوجل تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے پھر تم اس

.....صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نہی عن المنکر..... الخ، الحدیث: ۱۷۹، ص ۶۸۸.

.....سنن نسائی، کتاب الایمان وشرائعہ، باب تفاضل اهل الایمان، الحدیث: ۵۰۱۲، ص ۲۴۱.

سے دعا مانگتے رہو گے لیکن قبول نہ ہوگی۔“ (۱)

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ”جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہاں ایسے لوگ موجود ہوں جو انہیں بدلنے پر قادر ہوں اور پھر بھی نہ بدلیں تو ان کی موت سے پہلے اللہ عزَّوَجَلَّ ان پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔“ (۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے تو مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں لفظ ”فَلْيَغْزِرْ“ (یعنی لازم ہے کہ وہ اسے بدل دے) اور لفظ ”لَتَأْمُرُنَّ“ (یعنی ضرورتاً حکم دینا) اور سورہ آل عمران کی آیت 104 میں لفظ ”وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ“ اور آیت 110 میں لفظ ”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ“ کی روشنی میں بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہ السَّلام کے نزدیک نیکی کا حکم دینا جبکہ نہ دی جا رہی ہو اور برائی سے منع کرنا جبکہ منع نہ کیا جا رہا ہو فرض عین یعنی ہر ایک پر فرض ہے اور بعض کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ اگر چند لوگ یہ فریضہ انجام دے دیں تو بقیہ لوگوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اگر سب ہی اسے ترک کر دیں تو وہ تمام لوگ گنہگار ہوں گے جو بغیر کسی عذر اور خوف کے اس پر قادر ہوں اور کبھی کبھار نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا اس شخص پر لازم ہو جاتا ہے جو ایسے مقام پر ہو جہاں اس کے علاوہ کسی اور کو اس فریضے کا علم نہ ہو یا (علم تو ہو مگر) اس کو مٹانے یا اس سے روکنے پر قادر نہ ہو (تو اس صورت میں اسی شخص واحد پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا لازم ہے)۔

عظیم شعار:

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا شعائرِ اسلام میں سے ایک عظیم شعار ہے جسے

.....جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف.....الخ، الحدیث: ۲۱۶۹، ص ۱۸۶۹.

.....سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث: ۴۳۳۹، ص ۱۵۳۹.

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لئے واجب فرمایا ہے تاکہ معاشرہ درست رہے اور گناہ و جرائم کم ہوں۔ جو علمائے کرام رَجَمَہُمُ اللہُ السَّلَام اس بات کے قائل ہیں کہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فرض عین ہے، وہ فرماتے ہیں: ”(یہ کام جاہل پر بھی فرض ہے کیونکہ) جاہل کو جس بات کا علم ہے وہ اس میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ مثلاً نماز اور روزے کی ادائیگی اور اس چیز سے منع کرے جو اس پر پوشیدہ نہیں، جیسے چوری اور زنا۔“ (مزید) فرماتے ہیں: ”تمام لوگوں پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا اس لئے فرض ہے تاکہ اُمت کی حفاظت ہو اور اسے فساد و بگاڑ سے بچایا جائے۔“

جن علمائے نزدیک یہ فرض کفایہ ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا (پ ۴، مال عمران: ۱۰۴) چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔

سے استدلال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آیتِ مبارکہ میں لفظ ”مِنْ“ تَبْعِيضِيَّہ ہے (یعنی بعض کے لئے ہے)۔ پس نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ”یہ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔“ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ تمام لوگوں پر فرض کفایہ ہے اور نیکی کی دعوت کو ترک کرنے میں جاہل کے لئے کوئی عذر نہیں اس لئے کہ وہ اسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی دعوت دے گا جس کا اسے علم ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ مثلاً نماز کی ادائیگی، چوری اور زنا سے روکنا۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کی شرائط:

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(۱)..... مکلف ہونا (یعنی اہلیت ہونا): نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا صرف

مکلف پر واجب ہے اس اعتبار سے کہ یہ کام واجب ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ بچے کے لئے یہ کام کرنا جائز ہی نہیں۔ پس (بچے کے حق میں) اس کا حکم وہی ہے جو نماز و روزے کا ہے حالانکہ دونوں اس پر واجب نہیں اور بچے کو نماز و روزے سے منع کرنا بھی جائز نہیں اور اگر بچہ نیکی کی دعوت نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے تو گنہگار بھی نہ ہوگا۔

(2)..... مسلمان ہونا: نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا صرف مسلمان پر واجب ہے غیر مسلم پر لازم نہیں۔

(3)..... قدرت ہونا: نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکم دینے اور منع کرنے پر قادر ہو اور برائی کو بدلنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ اگر بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اب اس پر واجب نہیں صرف دل سے برا جاننا ضروری ہے۔ یعنی گناہوں کو ناپسند کرے، انہیں برا جانے اور ان میں مبتلا لوگوں سے قطع تعلقی کرے اور اسی طرح جب اسے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو یا پھر برائی سے منع کرنا کسی بڑی برائی تک لے جائے (تو بھی اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں)۔

جس شخص کو معلوم ہو کہ اس کا نیکی کی دعوت دینا یا برائی سے منع کرنا ہرگز فائدہ نہ دے گا اور جب بات کرے گا تو اسے مارا جائے گا تو اب اس پر یہ کام واجب نہیں صرف یہی واجب ہے کہ وہ گناہ سے نفرت کا اظہار کرے اور اسے دل سے برا جانے۔ اس میں مبتلا لوگوں سے قطع تعلقی کرتے ہوئے گناہوں اور برائیوں کی جگہوں سے دور رہے اور جسے یہ معلوم ہو کہ جب وہ برائی سے منع کرے گا تو اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا یا اس کو تو ختم کر دے گا مگر لوگ اس سے کم درجہ برائی میں مبتلا ہو جائیں گے تو اس پر برائی سے منع کرنا واجب ہے اور جب اسے معلوم ہو کہ برائی سے منع کرنا دوسری برائی تک لے جائے

گا جو درجہ میں اس کے برابر ہے تو اب اسے اختیار ہے چاہے تو برائی سے منع کرے چاہے نہ کرے۔ بہر حال جب اسے معلوم ہو کہ برائی کو ختم کرنا دوسری اس سے بڑی برائی تک لے جائے گا تو اب اس سے واجب ساقط ہو جائے گا بلکہ اس صورت میں برائی سے منع کرنا حرام ہوگا اور جسے (یقینی طور پر) یہ معلوم ہو کہ نیکی کی دعوت دینا یا برائی سے منع کرنا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ دے گا لیکن کسی مصیبت کا خوف بھی نہیں تو اس پر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں کیونکہ اس سے کوئی فائدہ ہی حاصل نہیں ہو رہا لیکن پھر بھی اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا مستحب ہے تاکہ شعائر اسلام کا اظہار ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ دینی کام ہے۔

جو شخص اپنے فعل سے برائی کو مٹانے کی طاقت رکھتا ہو لیکن وہ جانتا ہے کہ برائی کو ختم کرنے کے سبب اسے کوئی مصیبت پہنچے گی تو اس پر برائی کو مٹانا واجب نہیں البتہ! مستحب ضرور ہے مگر واجب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ ایک نیکی ہے اور جسے صرف واضح اُمور کا علم ہو تو اس پر (انہی اُمور میں) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے۔ جیسے شراب نوشی، زنا، چوری اور نماز کو ترک کرنا۔ ان کے علاوہ اُمور (جن کا اسے واضح علم نہ ہو ان) میں اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں کیونکہ اگر وہ (ان اُمور میں) نیکی کی دعوت دے گا اور برائی سے منع کرے گا تو بسا اوقات برائی کا حکم دے دے گا اور نیکی سے منع کر بیٹھے گا اور اس کا فساد و بگاڑ اس کی اصلاح سے زیادہ ہو جائے گا۔ اور نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب کے ساقط ہونے میں ظن غالب کافی ہے۔ لہذا جب اس بات کا ظن غالب ہو جائے کہ اس کا منع کرنا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ دے گا تو اس پر منع کرنا واجب نہیں اور جسے ظن غالب ہو کہ (منع کرنے کی وجہ سے)

کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا تو بھی منع کرنا واجب نہیں اور اگر ظن غالب ہو کہ (منع کرنے کی وجہ سے) اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے گی تو اس صورت میں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہو جائے گا۔ لہذا اگر ظن غالب حاصل نہ ہو بلکہ صرف شک ہو تو اس صورت میں واجب سا قطن نہ ہوگا۔

(4)..... عادل ہونا: بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: ”نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ فاسق نہ ہو۔“ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان دو فرامین مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

{ 1 }

أَتَا مَرْوَةَ النَّاسِ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
أَنفُسَكُمْ (پ ۱، البقرة: ۴۴)

ترجمہ کنز الایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

{ 2 }

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا
لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ
تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (پ ۲۸، الصف: ۲، ۳)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

ان کی رائے یہ ہے کہ دوسروں کو ہدایت کی طرف لانا اپنے ہدایت یافتہ ہونے پر موقوف ہے اور یوں ہی دوسروں کو راہ راست پر لانا اپنی استقامت پر موقوف ہے اور جو شخص اپنی اصلاح کرنے سے عاجز ہو وہ دوسروں کی اصلاح کیسے کرے گا؟ اور حق یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے والے میں فسق و فجور کا بالکل نہ ہونا شرط کمال ہے اور اس پر لازم ہے کہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے اور دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِي مِثْلَهُ عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيمٌ
إِبْدَأُ بِنَفْسِكَ فَإِنَّهَا عَنْ غَيْبِهَا فَإِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمٌ

ترجمہ: (۱)..... ایسی بری بات سے منع نہ کر جس کی مثل تو خود کرتا ہے جب تو ایسا کرے تو تجھ پر بڑی ملامت ہے۔

(۲)..... اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آجائے تو تو صاحبِ حکمت ہے۔

ایک اور شاعر نے کچھ اس طرح کہا ہے:

وَعَبْرُ تَقِيٍّ يَأْمُرُ النَّاسَ بِالتَّقَى طَبِيبٌ يُدَاوِي النَّاسَ وَهُوَ عَلِيلٌ

ترجمہ: لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والا بے عمل شخص اس طبیب کی طرح ہے جو خود بیمار ہے لیکن دوسروں کا علاج کرتا ہے۔

حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سیدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے اس پر تمام دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: ”اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو لوگوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟“ وہ کہے گا: ”ہاں! کیوں نہیں! میں نیکی کی دعوت دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا برائی سے روکتا تھا مگر خود اس کا مرتکب تھا۔“ (۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاج و روضی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے لیلۃ الاسراء

..... صحیح المسلم، کتاب الزہد (والرفائق)، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله..... الخ،

الحديث: ۷۴۸۳، ص ۱۱۹۵.

(یعنی معراج کی رات) ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو میں نے پوچھا: ”اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟“ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ”یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآن پاک میں اس فرمانِ باری تعالیٰ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۳﴾ (پ ۲۳، ص ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: تو کیا سمجھے نہیں۔ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔“ (۱)

حضرت سیدنا جندب بن عبد اللہ از دی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رُءُوفٌ رَّحِیمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کو اچھی بات بتانے اور اپنے آپ کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو تو روشن کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔“ (۲)

مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”اے ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا! میں چاہتا ہوں کہ نیکی کی دعوت دوں اور برائی سے منع کروں۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”کیا تم (اپنی اصلاح کرنے میں) حد کمال کو پہنچ چکے ہو؟“ اس نے عرض کی: ”اُمید ہے۔“ ارشاد فرمایا: ”اگر تمہیں قرآن پاک کے تین حروف کی وجہ سے رسوا ہونے کا خوف نہ ہو تو یہ کام کرو۔“ اس نے عرض کی: ”وہ حروف کون سے ہیں؟“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیت مبارکہ:

.....التَّوْبَةُ وَالتَّوْبَةُ، كِتَابُ الْحُدُودِ وَغَيْرِهَا، بَابُ التَّوْبَةِ مِنْ اَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوفٍ..... الخ،

الحديث: ۳۵۴۸، ج ۳، ص ۱۸۷.

.....التَّوْبَةُ وَالتَّوْبَةُ، كِتَابُ الْحُدُودِ وَغَيْرِهَا، بَابُ التَّوْبَةِ مِنْ اَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوفٍ..... الخ،

الحديث: ۳۵۵۳، ج ۳، ص ۱۸۸.

اَتَاَمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اَنْفُسَكُمْ (پ ۱، البقرة: ۴۴)
ترجمہ کنز الایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے
ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

تلاوت کرنے کے بعد اس سے پوچھا: ”کیا تمہیں اس آیت کا حکم معلوم ہے؟“ اس
نے عرض کی: ”نہیں۔“ پھر اس نے عرض کی: ”دوسرا حرف کون سا ہے؟“ آپ رَضِيَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا
لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ
تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (پ ۲۸، الصف: ۲، ۳)
ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو
وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ
بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

پھر فرمایا: ”اس آیت کا حکم جانئے ہو؟“ عرض کی: ”نہیں۔“ پھر اس نے عرض کی: ”تیسرا
حرف کون سا ہے؟“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت سیدنا
شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے (جو قرآن پاک میں مذکور ہے)۔“
چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا
أَنْتُمْ عَنْهُ ۚ (پ ۱۲، ہود: ۸۸)
ترجمہ کنز الایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات
سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگیں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”کیا اس آیت کے حکم سے آگاہ ہو؟“
اس نے عرض کی: ”نہیں۔“ تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے نفس سے
ابتدا کرو۔“ (۱)

فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور

..... شعب الایمان للبیہقی، باب فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، الحدیث: ۷۵۶۹،

ج ۶، ص ۸۸.

برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دعوت دے رہا ہے کامل طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو اور جس سے منع کر رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا ہو۔ بلکہ اس پر نیکی کی دعوت دینا واجب ہے اگرچہ جس کی دعوت دے رہا ہے مکمل طور پر اس کو اپنانے والا نہ ہو اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اگرچہ جس سے روک رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا نہ ہو۔ کیونکہ اس پر دو چیزیں واجب ہیں: (۱)..... خود کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا۔ (۲)..... دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک میں سستی کر رہا ہو تو دوسرے میں کوتاہی کرنا جائز نہیں۔ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ تمام گناہوں سے محفوظ بھی ہو اس لئے کہ اس شرط کو لازم قرار دینے سے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا سعید بن جبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”اگر نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ ہر برائی سے مُبرّا (مُ-بَرّ-ا) اور ہر اچھائی سے مُزَيِّن (مُ-زَيّ-يَن) ہو تو پھر نہ تو کوئی نیکی کی دعوت دینے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی برائی سے منع کرنے والا۔“

حضرت سیدنا اُسامہ اور حضرت سیدنا اَنَس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی احادیث میں وارد سخت وعید نیکی کی دعوت دینے والے پر نہیں بلکہ برائی کے مرتکب پر ہے جبکہ وہ عالم ہو۔ لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور برائی سے نفرت دلاتا ہو۔ نیکی کی دعوت دینا نہ تو باعمل سے ساقط ہے اور نہ ہی بے عمل سے اور اس کام میں تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور وعید سے شارع عَلَیْہِ السَّلَام کا مقصود یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والا اپنے فعل کو قول کے مطابق کرے تاکہ جب وہ برائی کو ختم کرے اور نیکی کو عام کرے تو اس کی بات میں تاثیر ہو۔

(5).....اجازت ہونا: اس اعتبار سے اجازت ضروری ہے کہ سب سے پہلے حکمران ہی سے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلام نے اِذن کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فتنہ و فساد کی طرف نہ لے جائے اس لئے کہ حاکم ایسے شخص کو منتخب کرنے کی استطاعت رکھتا ہے جو اس اہم کام کو احسن طریقے سے سرانجام دے اور صحیح قول یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے سے کسی کو منع نہ کیا جائے کیونکہ قرآن و سنت میں اس کا حکم عام ہے جو ہر ایک پر نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کو واجب کرتا ہے اور برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے ہر اس شخص کو گناہگار قرار دیتا ہے جو روکنے پر قادر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم وقت کی طرف سے مقرر مَحْتَسِب (یعنی پوچھ گچھ کرنے والے) کی موجودگی اور عدم موجودگی کے باوجود ہر دور میں لوگ نیکی کی دعوت دیتے اور برائی سے منع کرتے رہے۔

أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی شرائط:

نیکی کی دعوت دینا، نصیحت، ہدایت، راہنمائی کرنے اور علم دین کی تعلیم دینے کا نام ہے۔ اس کے لئے نہ تو کوئی شرط ہے اور نہ ہی کوئی خاص وقت۔ بلکہ ہر وقت اور ہر حالت میں جائز ہے۔ ہاں! برائی کو بدلنے اور اس سے منع کرنے کے لئے خاص شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے اور وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(1).....برائی کا پایا جانا: منکر ہر اس برائی کو کہتے ہیں جسے شریعت نے حرام یا ناپسند کیا ہو یا ہر وہ کام جس کا ارتکاب شریعت میں ممنوع ہو۔ اس لئے کہ ممنوع فعل اگر مکلف سے سرزد ہو تو اس کے حق میں گناہ ہے اور غیر مکلف سے ہو تو اس کے حق میں ممنوع ہے اور برائی کا مُرتکب مکلف ہو یا غیر مکلف، سابقہ شرائط کے مطابق اسے منع کیا جائے گا۔ تو جو شخص

کسی بچے یا پاگل کو شراب پیتے دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ شراب کو بہادے اور اسے اس فعل سے روکے اگرچہ پینے والے پر مؤاخذہ نہیں اور برائی چھوٹی ہو یا بڑی اس سے روکنا اور منع کرنا واجب ہے۔ کسی بھی کام کو اس وقت تک برائیں کہا جاسکتا جب تک اس پر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے دلیل قائم نہ ہو جائے اور رہے وہ مسائل اجتہادیہ کہ جن کے متعلق کوئی دلیل وارد نہ ہو تو کسی بھی مجتہد پر برائی کے ارتکاب کا حکم نہیں لگا سکتے، بلکہ اگر وہ حق پر ہے تو اس کے لئے دونیکیاں ہیں اور خطا پر ہے تو ایک نیکی۔

(2)..... برائی سے روکتے وقت اس کا پایا جانا: جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہو تو اسے منع کیا جائے گایا شراب پی رہا ہو تو اسی وقت اسے بہادیا جائے گا۔ بہر حال جب برائی سے فارغ ہو جائے تو اب منع کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ ہاں! اس جرم پر اس کی گرفت کی جائے گی مگر یہ کام صرف حاکم وقت کا ہے عوام الناس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو سزا دیں یہاں تک کہ اگر کسی عام شخص نے اس پر زیادتی کی تو اُس نے اسے اذیت دی اور اس کے حق میں جرم کا مرتکب ہوا اور جب برائی کا امکان ہو جیسے وہ شخص جوڑ کیوں سے ملاقات کرنے کے لئے اسکول اور کالج کے گیٹ پر کھڑا ہوتا ہے یا وہ شخص جو شراب نوشی کے لئے میز تیار کرتا ہے تو اس صورت میں اسے وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے۔ ہاں! اگر وہ شخص زنا یا شراب نوشی سے نفرت کا اظہار کرے اور اس نے میز کھانے کے لئے تیار کی ہو تو اب اس کو وعظ و نصیحت کرنا اور برائی سے منع کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان بھائی کے ساتھ بدگمانی کا پہلو نکلتا ہے۔

(3)..... ٹوہ میں پڑے بغیر برائی کا ظاہر ہونا: اگر تفتیش یا پوچھ گچھ کے بغیر برائی ظاہر نہ ہو سکتی ہو تو اسے ظاہر کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ عز و جل نے دوسروں کی ٹوہ میں پڑنے کو

حرام فرمایا ہے۔

چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر مکان اور ہر شخص کی عزت و حرمت ہے جسے برائی ظاہر ہونے سے پہلے پامال کرنا جائز نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابو بزرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے وہ لوگو جو زبانی تو ایمان لے آئے لیکن ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیب تلاش کرو کیونکہ جو شخص دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہر فرما دیتا ہے اور جس کے عیب اللہ عَزَّوَجَلَّ ظاہر فرما دے تو اسے اس کے گھر میں بھی رسوا کر دیتا ہے۔“ (۱)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ”اگر تم لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑے تو تم نے ان کی عزتوں کو خراب کر دیا یا عنقریب تم ان کی عزتوں کو خراب کر دو گے۔“ (۲)

جس نے اپنے گھر میں چُھپ کر برائی کی تو اس کی تفتیش کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

..... سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبت، الحدیث: ۴۸۸۰، ص ۱۵۸۱۔

..... سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التجسس، الحدیث: ۴۸۸۸، ص ۱۵۸۲۔

عیب تلاش نہ کرو:

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”میں ایک رات مدینہ منورہ اِذَاہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ باہر نکلا۔ ہم چل رہے تھے کہ اچانک ہمیں ایک چراغ دکھائی دیا تو ہم اس کا قصد کر کے چلنے لگے۔ جب ہم اس کے قریب پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے شور و غل کی آوازیں آرہی تھیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”جانتے ہو یہ کس کا گھر ہے؟“ میں نے عرض کی: ”نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”یہ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا گھر ہے اور یہ لوگ اس وقت شراب نوشی کر رہے ہیں (ان کے بارے میں) آپ کی کیا رائے ہے؟“ میں نے عرض کی: ”میرا خیال ہے کہ جس چیز سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں منع فرمایا ہے ہمیں اسے ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجَسَّسُوا (۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ واپس لوٹ آئے اور انہیں چھوڑ دیا۔“

خليفة ثانی کی انوکھی حکایت:

مروی ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مدینہ منورہ اِذَاہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں گھوم رہے تھے کہ ایک مکان سے کسی شخص کے گانا گانے کی آواز سنی آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دیوار پھلانگ کر اندر تشریف لے گئے تو اس کے پاس ایک عورت اور شراب کو موجود پایا۔ ارشاد فرمایا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! کیا تو یہ سمجھتا

ہے کہ تو گناہ کرتا رہے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری پردہ پوشی فرماتا رہے گا؟“ اس نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ! جلدی نہ کیجئے! میں نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک نافرمانی کی جبکہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ دوسروں کی ٹوہ میں پڑے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ (پ ۲، البقرة: ۱۸۹) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ میری دیوار پھلانگ کر آئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ (پ ۱۸، النور: ۲۷) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے بیویوں تک حتیٰ تَسْتَأْذِنُوا (پ ۱۸، النور: ۲۷) سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ میرے گھر میں اچانک اور بغیر سلام کئے داخل ہو گئے ہیں۔“ اس پر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو کیا بھلائی کی اُمید ہے؟“ عرض کی: ”جی ہاں! اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ مجھے معاف فرمادیں تو میں ایسا کام کبھی نہیں کروں گا۔“ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اسے معاف فرما کر وہاں سے تشریف لے گئے اور اسے چھوڑ دیا۔“

جو شخص اپنے گھر میں چھپ جائے اور دروازہ بند کر لے تو اسے امان دی جائے گی اگرچہ وہ کیسا ہی جرم کرے۔ ہاں! اگر اس کا جرم مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہو تو اب اسے امان نہیں دی جائے گی۔ حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَحِيمٌ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسروں کی ٹوہ میں پڑنے اور ان کی باتیں چوری چھپے سننے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ

آپ جان چکے ہیں اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص چپکے سے لوگوں کی باتیں سنے اور انہیں یہ ناگوار گزرے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ انڈیلا جائے گا۔“ (۱)

مروی ہے کہ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے کاتب حضرت سیدنا ابو یثیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: ”میرے پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کر لے۔“ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”ایسا مت کرو، انہیں وعظ و نصیحت کرو۔“ عرض کی: ”میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ باز نہیں آتے، (توبہ) میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں گرفتار کر لے۔“ تو حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”تیری ہلاکت ہو، ایسا مت کر کیونکہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے عُیُوب، مُزَّہَّعِنِ الْعُیُوبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ”جس نے کسی کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو اس کی قبر میں زندہ کیا۔“ (۲)

جب تک گناہ کرنے والا اپنے گناہ کو چھپاتا رہے اس وقت تک ہمارے لئے جائز نہیں کہ اس کی پردہ دری کریں جس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ ہاں! اگر اس نے اعلانیہ طور پر گناہ کیا تو اس نے خود اپنا پردہ فاش کیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تو اس پر پردہ ڈالا تھا۔ لہذا اب اس کی عزت و حرمت باقی نہ رہی۔ پس کسی کی تفتیش کرنا اور ٹوہ میں پڑنا حرام ہے۔

..... صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب من کذب فی حلمہ، الحدیث: ۷۰۴۲، ص ۸۸، ۵۰

..... صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث: ۵۱۸، ج ۱، ص ۳۶۷، ۳۶۸

(4)..... برائی کو اچھے طریقے سے دور کرنا: جب برائی سے روکنے والا اس کو دور کرنے پر قادر ہو تو اس کے لئے اس میں کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں اس لئے کہ جب تک وہ اپنی پوری طاقت صرف نہیں کرے گا اس وقت تک کما حقہ برائی کا خاتمہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اسے اپنی قدرت سے دُور کر سکتا ہے اور اگر برائی کے خاتمے میں مبالغہ کرے گا جبکہ برائی آسان طریقے سے ختم ہو سکتی ہے تو اس نے برائی کرنے والے کے حق میں جرم کا ارتکاب (ارت۔ گاب) کیا کیونکہ اس نے برائی کرنے والے پر زیادتی کی ہے اور اگر برائی کو ختم کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ ممکنہ حد تک اس کو روکے۔ پس اگر برائی ہاتھ سے دور ہو سکتی ہو مگر یہ شخص ہاتھ سے دُور کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے زبان سے دُور کرے۔ اور اگر زبان سے منع کرنے سے بھی عاجز ہے تو دل میں برا جانے۔

ہماری اس تقریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ برائی اور اس کے مُرتکب دونوں کے اعتبار سے اُسے دور کرنے کے مختلف طریقے اختیار کئے جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات ایک شخص برائی کو ختم کرنے پر قادر ہوتا ہے مگر دوسرا نہیں ہوتا اور کبھی ایک شخص ایک ہی برائی کو ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن دوسری کو ختم نہیں کر سکتا۔

برائی ختم کرنے کے مختلف طریقے:

بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلام نے برائی ختم کرنے کے لئے درج ذیل طریقے بیان فرمائے ہیں:

(1)..... برائی کی نشان دہی کرنا: بعض اوقات ایک شخص برائی کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ برائی ہے تو اسے دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُسے بتایا جائے کہ یہ برائی ہے اور پیار و محبت کے ساتھ اس کی راہنمائی کی جائے کیونکہ برائی بتانے

میں ایک طرح سے اس کی جہالت کو ظاہر کرنا پایا جاتا ہے اور یہ اس کی ذات کے اعتبار سے اسے ایذا دینا ہے۔ لیکن برائی دور کرنا بھی ضروری ہے۔ لہذا واجب ہے کہ انتہائی محبت بھرے انداز میں اسے سمجھایا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے خیر خواہی کے ایذائے مسلم کے جرم میں مبتلا ہو جائے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو (بلا اجازت شرعی) تکلیف دینا حرام ہے۔

(2)..... وعظ و نصیحت کے ذریعے برائی دُور کرنا: یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جائے گا جب برائی کرنے والا جانتا ہو کہ یہ برائی ہے اور ظن غالب ہو کہ برائی چھوڑ دے گا۔ مثلاً غیبت کرنے والا شخص جانتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اگر اسے سمجھایا جائے تو قوی اُمید ہے کہ وہ اسے ترک کر دے گا تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلایا جائے اور اس کے سامنے احادیثِ مبارکہ سے مثالیں بیان کی جائیں۔

مَدَنی پھول: برائی سے منع کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ برائی کرنے والے کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھے اور یہ گمان کرے کہ یہ شخص جو برائی کرنا چاہتا ہے وہ اس کی جان پر مصیبت ہے اور منع کرنے والا اپنے آپ کو ہرگز اس سے اچھا گمان نہ کرے۔ اگر اس نے یہ گمان کیا کہ میں اس سے بہتر اور افضل ہوں۔ اس سے زیادہ پرہیزگار ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک میرا مقام اس سے بلند ہے۔ اپنے آپ کو عالم اور اسے جاہل سمجھا تو اس نے اُس سے بدتر گناہ کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ شیطان کو اس کے تکبر نے ہی جنت سے نکالا اور اس کے تکبر و فخر نے ہی اسے ملعون بنایا۔ منع کرنے والے پر لازم ہے کہ جسے منع کر رہا ہے اسے اپنا بھائی سمجھے۔ وہ اسے اس گناہ سے بچائے جس میں اس کے پڑنے کا امکان ہے اور شیطان کے خلاف اس کا مددگار ثابت ہو اور اسے گنہگاروں کی صف سے نکال کر نیکو کار مومنین کی صف میں لا کھڑا کرے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اسے انتہائی محبت

و شفقت کے ساتھ منع کرے کہ جس میں سختی و غصہ کا نام تک نہ ہو۔

(3)..... سختی سے منع کرنا: اس طریقہ کار کو اس وقت اپنایا جائے جب محبت سے سمجھانا

بے کار ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ برائی کرنے والا رکنے کے بجائے اصرار کرنے والا اور وعظ و نصیحت پر مذاق اڑانے والا ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اپنی قوم سے پوچھا (جسے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا گیا):

مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا
عِشْقُونَ ﴿٥٦﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا
عِبَادِينَ ﴿٥٧﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ
وَأَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٥٨﴾ قَالُوا
أَجِئْنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ کنز الایمان: یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے
تم آسن مارے (پوجا کے لیے بیٹھے) ہو بولے ہم نے
اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا کہا بیشک تم
اور تمہارے باپ دادا سب کھلی گمراہی میں ہو بولے
کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا بونہی کھیتے ہو۔

(پ ۱۷، الانبیاء: ۵۲ تا ۵۵)

تو آپ علیہ السلام پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ یہ قوم توبہ کرنے کے بجائے بتوں کی
پوجا کرنے اور میرا مذاق اڑانے پر مُصر ہے کیونکہ مذکورہ آیات ان کے مذاق اڑانے پر
علامت ہیں تو آپ علیہ السلام نے اُن پر سختی اور شدت اختیار کرتے ہوئے فرمایا (جسے
قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا):

أَفِ لَكُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ عِبَادُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۶۷)

ترجمہ کنز الایمان: تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن
کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

سختی سے منع کرنے والے پر دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے: (۱)..... سختی سے
اس وقت پیش آئے جب نرمی سے فائدہ نہ ہو اور (۲)..... صرف سچی بات کرے اور بقدر

حاجت کلام کرے۔ کیونکہ سختی برائی دور کرنے کا علاج ہے اور اگر اس پر سختی کرنے کے لئے اُسے ”اے فاسق! اے احمق! اے بیوقوف!“ کہنا پڑے تو ایسے الفاظ استعمال کرنا حق اور سچ ہے کیونکہ فاسق، احمق اور بیوقوف ہے اور اللہ عز و جل کا نافرمان یقیناً فاسق ہے۔ اگر اس میں جہالت، فسق اور حماقت نہ ہوتی تو وہ نافرمانی نہ کرتا۔ (حدیث پاک میں ہے:) ”سمجھ دار وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے۔“ (۱)

سختی سے پیش آنا بھی برائی کو ختم کرنے والے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

(4)..... برائی کو ہاتھ سے ختم کرنا: یہ حاکم وقت کی ذمہ داری ہے اور حاکم وقت وہ ہوتا ہے جو گانے بجانے کے آلات ختم کر دے، شراب بہادے، غاصب کو چھینے ہوئے گھر سے باہر نکال دے اور ان تمام تکلیف دہ چیزوں کو دور کر دے جنہیں رکھ کر مسلمانوں کے راستے تنگ کر دیئے گئے ہوں۔

(5)..... مارنے یا قتل کرنے کی دھمکی دینا: یہ کام بھی مسلمان بادشاہ کا ہے۔ عام لوگوں کو صرف زبان سے روکنے کی اجازت ہے اور ڈرانے دھمکانے کا اختیار صرف حاکم وقت کو ہے اور بوقت ضرورت اپنی دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا دے اور جھوٹ نہ بولے ورنہ اس کا رعب و دبدبہ لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گا۔

(6)..... مجرم کو سزا دینا یا قتل کرنا: ایسا کرنا صرف مسلمان حکمران کے لئے جائز ہے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے متعلق سب سے پہلے وہی جواب دہ ہے اور مسلم معاشرے میں یہ کام بہت ضروری ہے۔

.....جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب حديث الكيِّس من دان نفسه.....الخ،

الحديث: ۲۴۵۹، ص ۱۸۹۹۔

ضروری وضاحت: گذشتہ زمانوں میں برائی ختم کرنے کے مذکورہ تمام طریقے

اپنانے کا ہر ایک کو اختیار تھا کیونکہ ہر ایک ان سے آگاہ تھا۔ جبکہ اب بیان کردہ طریقوں میں سے آخری تین طریقوں کا اختیار صرف حاکم وقت کو حاصل ہے تاکہ معاشرے کی امن و سلامتی میں کسی قسم کا فساد برپا نہ ہو اور ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے بدل دے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (۱)

حدیث پاک کی تشریح:

مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت میں محدثین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ”برائی کو ہاتھ سے دور کرنا حاکم وقت کا کام ہے۔ زبان سے دور کرنا عالم اور اس شخص کا کام ہے جو اچھے طریقے سے نیکی کی دعوت پیش کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور دل سے برا جاننا عام مسلمانوں کا کام ہے جو زبان (اور ہاتھ) سے روکنے پر قادر نہیں۔“

ایک اشکال کا جواب:

اس پر یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ ”کیا والدین کو برائی سے منع کرنے کے لئے اولاد اور یوں ہی شوہر کو برائی سے منع کرنے کے لئے بیوی کو مذکورہ بالا طریقے اختیار کرنا جائز ہے؟“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کو صرف پہلے اور دوسرے طریقے سے منع کر سکتی ہے یعنی والدین کے سامنے برائی کی نشان دہی کر دیں اور اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ برائی ہے

..... صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نہی عن المنکر من..... الخ،

الحديث: ۱۷۷، ص ۶۸۸.

تو ان کے سامنے اس کی وعیدیں بیان کریں۔ اولاد کے لئے ان پر سختی کرنا، ڈرانا دھمکانا یا مارنا پیٹنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر وہ برائی کی عادت بنالیں تو اُس (برائی) کو ختم کر دے لیکن ان کی شخصیت پر کسی طرح کی آٹچ نہ آنے پائے۔ مثال کے طور پر اُن کی شراب بہا دے ان کا چھینا یا چوری کیا ہو مال مالک کے حوالے کر دے۔ برائی سے منع کرنے کا حکم عام ہے مگر والدین کو اس سے خارج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اُف تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَقُولُ لَهَا أَيْفَ وَا تَنْهَاهَا وَقُلْ لَهَا قَوْلًا مَّعْرُوفًا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۳) ترجمہ کنز الایمان: تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

اور بیوی کے لئے وہی حکم ہے جو اولاد کے لئے بیان کیا گیا ہے یعنی شوہر کو برائی سے روکنے کے لئے مذکورہ بالا 6 طریقوں میں سے پہلے دو طریقے اختیار کر سکتی ہے (یعنی برائی کی نشاندہی کرنا اور اُس کو دور کرنے کے لئے وعظ و نصیحت کرنا)۔ کیونکہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر میں کسی کو (مخلوق میں سے) کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“ (1)

خلاصہ کلام:

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مسلمان پر تین شرائط کے ساتھ واجب ہے:

(۱)..... علم ہونا: نیکی کی دعوت دینے والا نیکی اور برائی کو جانتا ہو کیونکہ اگر اسے ان دونوں کی پہچان نہیں تو اس کے لئے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا درست ہی نہیں کیونکہ اس

.....جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج..... الخ، الحدیث: ۱۱۵۹، ص ۱۷۶۵۔

طرح ممکن ہے کہ وہ برائی کا حکم دے بیٹھے اور نیکی سے منع کر بیٹھے۔

(۲)..... بڑی برائی کا اندیشہ نہ ہونا: چھوٹی برائی کو ختم کرنے کی وجہ سے بڑی برائی کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً شراب نوشی سے منع کرنے کی وجہ سے قتل و قتال کی نوبت آجائے۔ لہذا جب اس بات کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز نہیں۔

(۳)..... برائی کے خاتمے کا ظن غالب ہونا: اسے اس بات کا یقین ہو یا ظن غالب ہو کہ اس کے منع کرنے سے برائی ختم ہو جائے گی اور نیکی کی دعوت دینا مؤثر اور نفع بخش ہوگا۔ کیونکہ اگر اسے معلوم نہ ہو یا ظن غالب نہ ہو تو اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں۔

پہلی اور دوسری شرط جواز کے لئے اور تیسری وجوب کے لئے ہے۔ پس جب پہلی اور دوسری شرط نہ پائی جائے تو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز ہی نہیں اور جب تیسری شرط نہ پائی جائے اور پہلی اور دوسری موجود ہو تو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز ہے، واجب نہیں۔

کچھ برائیاں ایسی ہیں جنہیں ختم کرنا ہر مسلمان کے لئے ممکن نہیں ہوتا جیسے ظاہری برائیاں۔ ہر شخص انہیں مٹانے پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ اس سے امن و امان اور نظامِ عالم خراب ہوتا اور آپس میں عداوت پیدا ہوتی ہے۔ ان کو دُکام ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لہذا اس کی ذمہ داری انہیں پر ہے۔ چنانچہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔ ہاں! اگر عام لوگ ان سے برائی کو بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی انہیں برائی سے منع نہ کریں تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عام و خاص کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔“ (۱)

.....جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی، الحدیث ۵۵۱۲، ج ۲، ص ۲۹۶۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیب، مُنزَّہ عنِ الْعُیُوبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ فتنے کا ذکر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ وعدوں کا پاس چھوڑ دیں اور امانتوں کی پرواہ نہ کریں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر ارشاد فرمایا: اور لوگ یوں (گتھم گتھا) ہو جائیں۔“ (راوی فرماتے ہیں) میں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے؟“ ارشاد فرمایا: ”اپنے گھر کو لازم پکڑ لینا۔ اپنی زبان کو قبا میں رکھنا۔ اچھی باتوں کو اختیار کرنا۔ بری بات کو چھوڑ دینا۔ اپنی ہی اصلاح کی فکر کرنا اور عام لوگوں کا خیال ترک کر دینا۔“ (۱)

حدیث پاک کی تشریح:

جب تم لوگوں کو دیکھو کہ ان کے عہد و پیمان خراب اور امانتوں کی طرف توجہ کم ہو جائے۔ ان کا معاملہ بگڑ جائے۔ امانت دار اور خیانت کرنے والے کے مابین امتیاز نہ ہو سکے۔ نیکو کار اور بدکار کی پہچان نہ ہو سکے تو اپنے گھروں میں ٹھہر جاؤ۔ لوگوں کے حالات کے متعلق گفتگو کرنے سے بچو تا کہ وہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دیں۔ نیکیوں پر کمر بستہ ہو جاؤ اور برائیوں سے مکمل اجتناب کرو اور اپنے خاص دینی اور دنیوی کاموں میں مشغول ہو جاؤ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ایسی حالت کے متعلق ہے:

..... سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، الحدیث: ۴۳۴۳، ص ۱۵۴۰.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ
لَا يَصْرُكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو
تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہو جب کہ تم راہ پر
(پ ۷، المائدہ: ۱۰۵) ہو۔

اور حضور نبی پاک، صاحب کولالک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان بھی ایسی حالت کے متعلق ہے: ”بلکہ نیکی کی دعوت دیا اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت اور خواہش کی پیروی کی جا رہی ہے۔ دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر خوش ہو رہا ہے تو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دو۔“ (۱)

کیونکہ ایسے حالات میں فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں رہتا اور کبھی نیکی کی دعوت دینے والے کو اذیت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن ایسے حالات میں بھی نیکی کی دعوت دینا مستحب ہے۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے آداب:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ایک نیکی کا کام ہے۔ جب نیکی کی دعوت دینے والا علم، بردباری اور حسن اخلاق سے مزیّن (مُزَيَّن) ہو تو اس سے برائی کو مٹایا جاسکتا ہے۔ پس اس فریضے کو سرانجام دینے والے میں درج ذیل خوبیوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے:

(۱)..... خوش اخلاق ہونا: نیکی کی دعوت دینے والا خوش اخلاق ہو۔ چنانچہ اللہ عز و جل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

..... سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب قوله تعالى يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم،

الحديث: ۴۰۱۴، ص ۲۷۱۸.

ترجمہ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک تو کل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

فَبَارِحْ حَبِطَةً مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ
وَلَوْ كُنْتَ قَطًّا عَذِيبًا لَّا
نَفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي
الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى
اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۵۹﴾

(پ ۴، آل عمران: ۱۵۹)

(2)..... بردبار ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کا بردبار، صاحبِ حکمت اور صابر ہونا ضروری ہے۔ اگر پہلی مرتبہ نیکی کی دعوت کا ارادہ نہ ہو تو دوسری مرتبہ پیش کرے اور نرمی سے کام لے۔ اس لئے کہ جسے نیکی کی دعوت دی جا رہی ہے وہ نفس و شیطان کی قید میں ہے۔ پس نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اسے اللہ عز و جل کے اذن سے نفس و شیطان پر غالب اور حقیقی مومنین کے حلقے میں داخل کر دے۔

(3)..... علم ہونا: نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کا صلاحِ علم ہونا بھی ضروری ہے اور ایسے کام سے منع کرے جس کے مذموم ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہو۔ البتہ! فروعی مسائل (یعنی وہ مسائل جو کسی عقلی دلیل و قاعدہ کے تحت اصول سے نکالے جائیں) میں کسی کو بھی منع کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نماز عصر کے بعد نماز مغرب کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت دوسرا شخص مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نفل نماز تحیۃ المسجد ادا کرنے لگا جبکہ وہ نماز عصر ادا کر چکا تھا تو پہلے شخص کے لئے جائز نہیں کہ اسے نماز سے منع کرے اور دلیل یہ دے کہ نماز عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نماز پڑھنے

والے کی نظر میں وہ نفل نماز ہے جس کا ایک سبب ہے (اور وہ مسجد میں داخل ہونا ہے)۔ (۱)

اسی طرح کوئی شخص نمازِ مغرب کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص مغرب سے تھوڑا پہلے مسجد میں داخل ہوا اور تحیۃ المسجد ادا کئے بغیر بیٹھ گیا تو بیٹھے ہوئے شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس پر اعتراض کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرنے کا مطالبہ کرے کیونکہ آنے والے کی نظر میں یہ جائز نہیں اور رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین اوقات میں نفل ادا کرنے سے منع فرمایا ہے: (۱)..... طُلُوعِ آفتاب کے وقت (۲)..... زوال کے وقت اور (۳)..... غروبِ آفتاب کے وقت۔

اگر نیکی کی دعوت دینے والا علم، تقویٰ اور حسنِ اخلاق کے زیور سے آراستہ نہ ہو تو وہ برائی کو ختم نہیں کر سکے گا۔ بلکہ بعض اوقات جب نیکی کی دعوت حدِ شرع سے بڑھ جائے تو برائی بن جاتی ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ”جو شخص نیکی کا حکم دے تو اسے چاہئے کہ نرمی و شفقت سے نیکی کا حکم دے۔“ (۲)

(۴)..... باعمل ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خود

نیکیوں پر کمر بستہ ہو اور برائیوں سے بچنے والا ہو۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا کیونکہ نیکی..... احناف کے نزدیک نمازِ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ چنانچہ، دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ جلد اول صفحہ 456 پر صدر الشریعہ، بدرِ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔“

..... الجامع الصغیر للسیوطی، حرف المیم، الجزء الثانی، الحدیث: ۸۵۳۱، ص ۵۱۹۔

کی دعوت دینے سے مقصود برائی کو مٹانا اور بھلائی کو پھیلانا ہے۔ لوگ جب نیکی کی دعوت دینے والے کو باعمل دیکھیں گے تو اس کی پیروی کریں گے اور برائیوں کو ترک کرنے میں جلدی کریں گے، اور اگر وہ خود ہی بے عمل ہوگا تو لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور برائیوں پر قائم رہیں گے۔

حضرت سیدنا منصور بن زاذان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں کو جب جہنم میں ڈالا جائے گا تو دوزخیوں کو اس کی بدبو سے سخت تکلیف ہوگی۔ اُس سے کہا جائے گا: ”تیری بربادی ہو، تو کیا کرتا تھا؟ کیا پہلے ہمیں تکلیف کم تھی کہ اب ہم تیری بدبو کی اذیت میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں؟“ تو وہ کہے گا: ”میں علم رکھتا تھا مگر میں نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا۔“

حضرت سیدنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اگر تو نیکی کی دعوت دینے والوں میں سے ہے تو ایسا ہو جا کہ جس کی لوگ پیروی کریں ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔“ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُعَلِّمُ غَيْرُهُ هَلَّا لِنَفْسِكَ كَانَ ذَا التَّعْلِيمِ
تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِي السَّقَامِ وَذِي الضَّنَا وَمِنَ الضَّنَا وَالِدَاءِ أَنْتَ سَقِيمُ
إِبْدًا بِنَفْسِكَ فَأَنْهَهَا عَنْ غِيَّهَا فَإِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمُ
فَهَنَّاكَ يُقْبَلُ مَا وَعَظْتَ وَيُقْتَدَى بِالْعِلْمِ مِنْكَ وَنَفْعُ التَّعْلِيمِ

ترجمہ: (۱)..... اے دوسرے کو تعلیم دینے والے تو نے اپنے آپ کو تعلیم کیوں نہ دی؟

(۲)..... تو دوسرے بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے حالانکہ تو خود بیمار ہے۔

(۳)..... اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آ گیا تو تو صاحبِ حکمت ہے۔

(۴)..... پھر تیری نصیحت قبول کی جائے گی تیرے علم کی اقتدا کی جائے گی اور تیرا سمجھانا فائدہ دے گا۔

(5)..... صابر ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کو صبر و استقلال والا ہونا چاہئے۔ اللہ عز و جل نے حضرت سیدنا لقمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول بیان کرتے ہوئے صبر کو نیکی کی دعوت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الصَّلٰوةَ وَاُمِّرُوا بِالْمَعْرُوفِ
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُصِدِّعْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ
ترجمہ کنز الایمان: اے میرے بیٹے! نماز پر پارکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔ (۲۱، لقمن: ۱۷)

صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال:

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک تاجر کے پاس کھڑے ہو کر اسے نیکی کی دعوت دے رہے تھے اور اسے ایسے محلّہ میں مسجد بنانے کے لئے صدقہ و خیرات کرنے پر ابھار رہے تھے جہاں مسجد کی ضرورت تھی مگر اس نے بزرگ سے تعاون کرنے کے بجائے انہیں گالیاں دیں اور ان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا: ”تم لوگ اپنے لئے مال جمع کرتے ہو اور صحیح مُصْرَف (یعنی خرچ کرنے کی جگہ) میں استعمال نہیں کرتے۔“ اس نیک شخص نے اپنے چہرے سے تھوک صاف کرتے ہوئے کہا: ”تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے اپنی ذات کے لئے اسے قبول کیا لیکن میں مسجد بنانے کے لئے فی سبیل اللہ تم سے سوال کر رہا ہوں۔“ یہ سن کر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر وافر مقدار میں مال نکالا اور اپنے فعل پر معذرت کرتے ہوئے وہ مال ان کے حوالے کر دیا۔ اگر نیکی کی دعوت دینے والے بزرگ صبر و تحمل سے کام نہ لیتے اور تاجر کی طرف سے اذیت کو برداشت نہ کرتے تو ان سے معذرت نہ کی جاتی اور نہ ہی وہ چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔

(6)..... حریص نہ ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس کو دعوت

دے رہا ہے اس کے مال میں لالچ نہ کرے حتیٰ کہ اس کی چا پلوسی بھی نہ کرے اور یوں ہی وہ نیکی کی دعوت دینے اور نصیحت کرنے میں جرأت مند ہو۔ اور اگر وہ لوگوں کے مال و دولت کی حرص کرے گا تو انہیں وعظ و نصیحت نہ کر سکے گا۔

(7)..... جھوٹی تعریف کرنے والا نہ ہونا: لوگوں کی خوشامد کرنے کی عادت نہ ہو۔ اس لئے کہ جس میں یہ چیز پائی جاتی ہے اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: ”اگر بالفرض امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کوئی معاملہ ہو تب بھی حق کا ساتھ نہ چھوڑا جائے۔“

(8)..... نرم ٹھو ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وعظ و نصیحت کرنے میں نرمی کرنے والا ہو۔ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ نیکی کی دعوت کا اہم ترین مقصد مآ مور (یعنی جسے نیکی کی دعوت دی جا رہی ہے اس) کو شیطان کی قید سے آزاد کرانا ہے اور جو اس دُور اندیشی کو مد نظر رکھتا ہے وہ مآ مور کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے اور اسے سختی و درشتی کے بغیر نصیحت کرتا ہے۔

نرم مزاجی کے متعلق حکایت:

منقول ہے کہ مامون الرشید کو کسی نے نصیحت کی اور سختی سے پیش آیا تو مامون الرشید نے کہا: اے شخص! نرمی اختیار کر کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے بہتر (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ کَلِمُہ اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مجھ سے بدتر (یعنی فرعون) کے پاس بھیجا تو نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ، ارشاد فرمایا:

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّیْنًا لَّعَلَّهُ یَتَذَكَّرُ

اَوْ یَخْشٰی (۴۴) (پ ۱۶، ظہ: ۴۴)

ترجمہ کنز الایمان: تو اُس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

پس اے نیکی کی دعوت دینے والے! نرمی اختیار کر اور حضور سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ چنانچہ،
برائی سے منع کرنے کا بہترین انداز:

حضرت سیدنا ابوامامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ”ایک انصاری نوجوان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا، غُیُوب، مُنَزَّہ عَنِ الْغُیُوبِ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔“ لوگ اس کی طرف بڑھے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا: ”باز آ جا! باز آ جا!“ تو رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اسے میرے پاس لاؤ۔“ وہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ”کیا اپنی ماں کے حق میں یہ (یعنی زنا) پسند کرتے ہو؟“ عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا۔“ ارشاد فرمایا: ”لوگ بھی اپنی ماں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”کیا اپنی بیٹی کے حق میں پسند کرتے ہو؟“ عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔“

ارشاد فرمایا: ”لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔“ پھر پوچھا: ”کیا اپنی بہن کے حق میں پسند کرتے ہو؟“ عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فدا کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”لوگ بھی اپنی بہنوں کے حق میں اسے پسند نہیں کرتے۔“ پھر استفسار فرمایا: ”کیا اپنی پھوپھی کے حق

میں پسند کرتے ہو؟“ عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔“ پھر استفسار فرمایا: ”کیا اپنی خالہ کے حق میں پسند کرتے ہو؟“ عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”لوگ بھی اپنی خالوں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔“ پھر حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس اس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کا دل ستھر فرما۔ اس کے گناہ معاف فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ اس کے بعد وہ نوجوان کبھی کسی گناہ کی طرف مائل نہ ہوا۔“ (۱)

(۹)..... تنہائی میں سمجھانے والا ہونا: نیکی کی دعوت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وعظ و نصیحت، ناصح (یعنی نصیحت کرنے والے) اور منصوح (یعنی جسے نصیحت کی جائے) کے درمیان راز رہے۔ حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ”جس نے اپنے بھائی کو علیحدگی میں نصیحت کی اس نے اس کی اصلاح کی اور اسے مُزِیِّن کیا اور جس نے اسے سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اسے ذلیل و رسوا کیا۔“ تنہائی میں نصیحت کرنا نرمی کی ایک قسم ہے۔

برائیوں کی اقسام:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بنیادی طور پر برائیوں کی دو اقسام ہیں:

.....المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث: ۲۲۲۷۴،

ج ۸، ص ۲۸۵۔

(۱)..... مکروہ برائیاں: یہ اس درجہ کی ہیں کہ ان سے منع کرنا مستحب اور خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے، حرام نہیں۔ ہاں! اگر ان کے مرتکب کو معلوم نہ ہو کہ یہ مکروہ ہے تو اسے بتا دینا ضروری ہے۔

(۲)..... حرام برائیاں: ان پر خاموشی اختیار کرنا حرام اور استطاعت کے مطابق منع کرنا فرض ہے۔ مختلف مقامات و مواقع پر ہونے والی برائیاں درج ذیل ہیں:

(۱)..... مساجد میں ہونے والی برائیاں:

مساجد میں زیادہ تر یہ برائیاں ہوتی ہیں:

(۱)..... نماز ضائع کرنا: یعنی تعدیلِ ارکان نہ کرنا^(۱)۔ اکثر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلام نے تو حدیث کی رو سے ایسی نماز کو باطل قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرت سیدنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْاَكْبَرُ نے (حدیث پاک کو کمالِ صلوٰۃ کی نفی پر محمول کرتے ہوئے ایسی نماز کو) مکروہ تحریمی واجب الاعادہ قرار دیا ہے اور اپنی نماز کو ضائع کرنے والے (یعنی جلدی جلدی پڑھنے والے) شخص کے متعلق مشہور حدیث ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے ارشاد فرمایا: ”لوٹ جا اور دوبارہ نماز ادا کر کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔“ (۲)

لہذا جو شخص نماز میں جلدی کرنے والے کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے محبت و شفقت کے ساتھ سمجھائے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔

(۲)..... غلط قراءت کرنا: یعنی قرآن پاک کو قراءت کے قواعد کے خلاف پڑھنا۔ اس

..... دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ جلد اول صفحہ 518 پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”تعدیلِ ارکان (یہ ہے کہ) رکوع و سجود و قوما اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحَنَ اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔“

..... صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام..... الخ، الحدیث: ۷۵۷، ص ۶۰۔

سے منع کرنا اور صحیح انداز میں پڑھنے کی تلقین کرنا واجب ہے۔ پس جو شخص اکثر قرآن پاک غلط پڑھتا ہے اگر وہ صحیح قراءت سیکھنے پر قادر ہے تو جب تک صحیح طرح سے پڑھنا سیکھ نہیں لیتا اس وقت تک قراءت نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح تو وہ گنہگار ہوتا رہے گا اور اگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی (یعنی الفاظ اس کی زبان پر صحیح طور پر جاری نہیں ہوتے) تو وہ فاتحہ شریف اور چھوٹی سورتیں سیکھنے کی پوری کوشش کرے۔ اگر اس کی اکثر قراءت درست ہے مگر خوبصورت انداز میں نہیں پڑھ سکتا تو اس کے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اسے چاہئے کہ آہستہ آواز میں قراءت کرے تاکہ دوسرے نہ سنیں۔

(۳)..... قصہ گو مقررین کا وعظ کرنا: مساجد میں ایسے قصہ گو اور واعظین کا کلام کرنا جو خلاف شرع باتیں کرتے ہوں۔ لہذا درس دینے والا اگر جھوٹی اور غلط باتیں بیان کرے تو وہ فاسق ہے اور اسے منع کرنا واجب ہے اور ایسا بدعتی و بد مذہب جو اللہ عز و جل کی صفات میں نازیبا کلمات کہتا ہو اسے منع کرنا واجب اور اس کی محفل میں جانا جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کا رد کرنا مقصود ہو تو جانا جائز ہے (لیکن یہ علما کا کام ہے)۔

مسجد میں وعظ و نصیحت کرنے والوں کو اجازت دینے سے پہلے ان کی حقیقتِ حال سے باخبر ہو لینا ضروری ہے (کہ کہیں وہ بد مذہب تو نہیں)۔ وعظ و نصیحت کرنے کی اجازت اللہ عز و جل، اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حکم کی طرف سے متصور ہوگی۔ اللہ عز و جل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تو اس وقت تک اجازت باقی ہے جب تک وعظ کرنے والا قرآن و حدیث کے دائرے میں رہے اور اگر قرآن و حدیث کے دائرے سے باہر ہو جائے اور خلاف شرع باتیں بیان کرنے لگے تو اب اللہ و رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اسے وعظ کرنے کی اجازت باقی نہ رہے

گی اگرچہ حُکام کی جانب سے منع نہ کیا جائے اور حُکام سے اجازت لینا امیر المؤمنین، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ،

سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا علمی مقام:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بصرہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ حلقوں کی صورت میں قصہ گوئی کر رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت حال سے باخبر ہوئے تو ان کو وہاں سے بھگادیا۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حلقے میں تشریف لے گئے اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جوانی کے عالم میں تھے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”اے نوجوان! دین کی بنیاد کس چیز پر ہے؟“ عرض کی: ”تقویٰ و پرہیزگاری پر۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پوچھا: ”کون سی چیز دین میں آفت ہے؟“ عرض کی: ”طمع و لالچ۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بیٹھا دیا اور فرمایا: ”تم جیسے لوگ ہی وعظ و نصیحت کرنے کے حق دار ہیں۔“

(۴)..... مساجد میں مردوں عورتوں کا اکٹھا ہونا: اگر مسجد میں مردوں اور عورتوں کا اجتماع ہو تو ان کے درمیان کوئی چیز حائل کرنا واجب ہے تاکہ ان کی ایک دوسرے پر نظر نہ پڑے کیونکہ یہاں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عالم عورتوں کو وعظ و نصیحت کرے تو اس کے اور عورتوں کے درمیان بھی کوئی چیز حائل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ

اللہ! اور اس کے رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہی پسند ہے۔ (۱)

..... مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور او را وعظ (یعنی وعظ کہنے والا) یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیحہ العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیحہ و مطابق شرع ہو اور (عورت کی آنے) جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال.....

(۵)..... قرآن پاک کا احترام نہ کرنا: بعض لوگ قرآن پاک کو زمین پر رکھ دیتے ہیں جو پاؤں رکھنے کی جگہ ہے یا سجدہ کرنے کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں جو اس لئے ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کے حضور اپنے حقیر ہونے کا اظہار کرے اور اپنے جسم کا افضل حصہ یعنی پیشانی قدم رکھنے کی جگہ پر رکھ دے، کیونکہ قرآن پاک رکھنے کا مقام زمین نہیں بلکہ اسے بلند جگہ پر رکھنا اور اس کی تعظیم و توقیر کرنا ضروری ہے۔ اور جو اس کی تعظیم نہ کرے اسے محبت و شفقت سے سمجھانا ضروری ہے۔

(۶)..... پاگلوں اور آلودہ بچوں کو مسجد میں لانا: سمجھ دار بچے کے مسجد میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ کھیل کود نہ کرے۔ اگرچہ بچے کا مسجد میں کھیلنا حرام نہیں اور اسے نہ روکنا بھی حرام نہیں، لیکن اگر بچے مسجد کو کھیل کود کا میدان بنالیں اور انہیں مسجد میں کھیلنے کی عادت پڑ جائے تو منع کرنا واجب ہے۔ چھوٹے بچوں کا مسجد میں تھوڑا بہت کھیلنا جائز ہے مگر زیادہ کھیلنا ممنوع ہے۔ تھوڑا بہت کھیلنے کے جائز ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے حبشیوں کا کھیل ملاحظہ فرمایا جو مسجد میں رقص کر رہے تھے اور نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔“ (۱)

اگر حبشی مسجد کو کھیل کود کا میدان بنا لیتے تو انہیں ضرور منع کر دیا جاتا۔

پاگل شخص جب مسجد میں سکون سے بیٹھا ہو تو اسے مسجد سے نکالنا واجب نہیں۔ مگر جب

..... فتنہ (یعنی فتنہ کا خوف) نہ ہو اور مجلسِ رجال (یعنی مردوں کی بیٹھک) سے دُور (جہاں ایک دوسرے پر نظر نہ پڑتی ہو) ان کی نشست ہو تو حرج نہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۳۹، رضافاؤنڈیشن لاہور)

..... صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، الحدیث: ۹۵۰،

ص ۷۴، مفہومًا۔

اس سے مسجد آلودہ ہونے، اس کے گالی گلوچ یا بدکلامی کرنے یا اس کی بے پردگی ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں اسے مسجد سے نکالنا واجب ہے۔ (۱)

(۷)..... بدبودار جسم یا کپڑوں کے ساتھ مسجد میں آنا: کام کاج کرنے والے بعض

لوگ بدبودار کپڑوں کے ساتھ مساجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور یوں ہی اذیت ناک بو والے مچھلی فروش، نمازیوں کو تکلیف پہنچاتے، مسجد کا فرش گندہ کرتے اور نمازیوں کی کمی کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ بدبودار کپڑے اتاریں اور پاک و صاف لباس پہن کر مسجد میں آئیں۔ کیونکہ مسجدیں اللہ عز و جل کا گھر ہیں، انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنا اور تکلیف دہ چیز باہر نکالنا واجب ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص گندے اور بدبودار کپڑے پہن کر مسجد میں آئے تو اسے حکم شرعی بتا دیا جائے۔ پھر ایسا کرے تو وعظ و نصیحت

..... شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاء قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مدنی پھولوں کے ایک پمفلٹ کی تحریر ملاحظہ فرمائیے:

بچے کو مسجد میں لانے کی حدیث میں ممانعت ہے

سلطانِ مدینہ، قر اقلب وسینہ، فیضِ گنجینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نُوولِ سِکینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید و فروخت اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔“ (ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۵۰، حدیث ۷۵۰)

ایسا بچہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کر دینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ۔ جو لوگ جو تیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے ادبی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۹۲)

مسجد میں بچہ یا پاگل (یا بے ہوش یا جس پر جن آیا ہوا ہو اس) کو مسجد میں دم کروانے کے لئے بھی لانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ بچہ کو اچھی طرح کپڑے میں لپیٹ کر بھی نہیں لاسکتے۔ اگر آپ بچہ وغیرہ کو مسجد میں لانے کی بھول کر چکے ہیں تو برائے کر م فوراً توبہ کر کے آئندہ نہ لانے کا عہد کیجئے۔ (جو ایسے وقت پر چہ پڑھے کہ بچہ اُس کے ساتھ ہے تو درخواست ہے کہ فوراً بچہ کو مسجد سے باہر لے جائے اور توبہ بھی کرے ہاں فنائے مسجد میں بچہ کولا سکتے ہیں جبکہ مسجد کے اندر سے نہ گزرا پڑے)

کی جائے۔ اس کے باوجود وہی کپڑے پہن کر آئے تو سختی کی جائے۔ پھر بھی باز نہ آئے تو مسجد سے نکال دیا جائے۔ جیسا کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لہسن کھانے والے کو مسجد کے قریب آنے سے بھی منع فرمایا۔ چنانچہ، حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ”جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے دور ہو جائے یا فرمایا ہماری مسجدوں سے دور ہو جائے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“ (۱)

حضور انور، نُورِ مَجِسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ”جس نے پیاز، لہسن اور گندنا (۲) کھایا وہ ہرگز ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے۔“ (۳)

مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے پیاز، لہسن، گندنا اور مولیٰ کھائی، وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ جن چیزوں سے ابنِ آدم کو تکلیف ہوتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔“ (۴)

جب لہسن، پیاز، مولیٰ اور گندنا (یعنی تیز بو والی سبزی) کھانے والے کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا گیا حالانکہ ان کی بدبو صرف ڈکار کے وقت محسوس ہوتی ہے تو ایسا شخص جس سے مسلسل مچھلی، تیل یا چربی کی بو آرہی ہو تو اس کے لئے اس سے بھی سخت حکم ہوگا۔

(۸)..... مساجد کو بازار بنا لینا: مساجد کو خرید و فروخت کی جگہ بنا لینا بھی جائز نہیں جبکہ

..... صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب نہی من اکل ثوما و بصل او کراثا..... الخ،

الحديث: ۱۲۵۳، ص ۷۶۴.

..... گندنا ایک ترکاری کا نام جو لہسن (یعنی تھوم) سے مشابہ ہوتی ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۱۱۶۸)

..... صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب نہی من اکل ثوما و بصل او کراثا..... الخ،

الحديث: ۱۲۵۴، ص ۷۶۴.

..... المعجم الصغير للطبرانی، باب الالف من اسمه احمد، الحديث: ۳۷، ج ۱، ص ۲۲.

مسجد نمازیوں پر تنگ ہو جائے اور انہیں نماز پڑھنے میں دشواری ہو۔ ہاں! اگر اس سے کوئی شرعی خرابی لازم نہ آئے تو حرام نہیں^(۱) لیکن پھر بھی ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے مساجد میں خرید و فروخت کی اجازت کو مخصوص ایام اور اوقات کے ساتھ مشروط کیا اور فرمایا: ”مسجد کو مستقل خرید و فروخت کی جگہ بنالینا حرام اور اس سے منع کرنا واجب ہے۔“

بازاروں میں ہونے والی برائیاں:

بازاروں میں زیادہ تر درج ذیل برائیاں ہوتی ہیں:

(۱)..... خرید و فروخت میں جھوٹ بولنے اور اپنی چیز کے عیب چھپانے کی برائی عام ہو چکی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کہے: ”میں نے زمین کا یہ ٹکڑا دس درہم میں خریدا ہے اور اس میں اتنا نفع لے رہا ہوں۔“ حالانکہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور جسے اس کی اس غلط بیانی اور دھوکا دہی کا علم ہو تو اس پر واجب ہے کہ خریدار کو اس کے جھوٹ کی خبر دے۔ اگر اس نے نیچنے والے کی رعایت کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی تو خیانت کے جرم میں اس کا شریک ہوگا اور اللہ تعالیٰ عز و جل کا نافرمان کہلائے گا اور اسی طرح اگر اسے بیچی جانے والی چیز میں موجود عیب کا علم ہے تو اس پر لازم ہے کہ خریدار کو اس سے آگاہ کرے۔ اگر اس نے آگاہ نہ کیا تو وہ مسلمان بھائی کا مال ضائع کرنے پر راضی شمار ہوگا اور یہ حرام ہے اور حق سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔

..... دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ جلد اول صفحہ 648 پر صدر الشریعہ، بکدالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”بیع و شرا وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتلف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لئے خرید و بیعت نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔“

(۲).....آلاتِ موسیقی (مُو۔ سنی۔ قنی) کی خرید و فروخت مثلاً سارنگی اور گانے باجے کے دیگر آلات خریدنا۔

(۳).....جانداروں کی تصاویر کی خرید و فروخت۔ جیسے حیوانات کی منقش تصاویر اور انسانوں کی تصاویر جیسے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام وغیرہ کی تصویریں جو گھروں میں فرشتگانِ رحمت کے داخل ہونے سے مانع ہیں۔

(۴).....شطرنج، تاش اور (نشہ آور) سگریٹ کی خرید و فروخت۔

(۵).....ایسے ریشمی ملبوسات کی خرید و فروخت جو صرف مرد پہنتے ہوں۔

(۶).....ایسے زیورات کی خرید و فروخت جو فقط مردوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں اور وہی انہیں پہنتے ہیں۔

(۷).....سجاوٹ کے لئے میزوں پر رکھے جانے والے جانداروں کی تصاویر والے گلدان بنانا جیسے مہنگے تحائف وغیرہ۔

(۸).....ناجائز خرید و فروخت کرنا مثلاً کوئی چیز خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے بیچ دینا۔

راستوں میں ہونے والی برائیاں:

راستوں میں عام طور پر یہ برائیاں ہوتی ہیں:

(۱).....گزرنے والوں پر راستہ تنگ کر دینا جیسے راستے میں درخت لگا دینا۔ ہاں! اگر اس طرح درخت بوئے جائیں کہ کافی راستہ خالی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یوں ہی راستوں پر گندگی ڈال دینا جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو اور ان کا نقصان ہو اور مدتِ دراز تک عمارتوں کا ملبہ سڑک پر پڑا رہنے دینا۔

(۲).....راستوں کو خرید و فروخت کے لئے تجارت گاہ بنالینا اور سامان رکھ دینا۔

چبوترہ مسما رکردیا:

جیسا کہ ایک مرتبہ موسمِ سرما میں حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر کے باہر چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں سے گزرے۔ اس وقت حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عمر رسیدہ اور نابینا ہو چکے تھے اور حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ منصبِ خلافت پر فائز تھے۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: ”تم نے یہ کیا کیا ہوا ہے؟ کیا مسلمانوں پر راستہ تنگ کرنا چاہتے ہو؟“ حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”میں تو ایسے ہی بیٹھتا ہوں جیسے اس موسم میں دستور ہے۔“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ”میں واپسی پر تمہیں یہاں بیٹھنا نہ دیکھوں۔“ حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! میرا بیٹا آجائے تو اٹھ جاتا ہوں۔“ ارشاد فرمایا: ”ابھی اور اسی وقت اٹھ جاؤ۔“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھوڑا آگے جا کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ ابوسفیان کیا کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوسفیان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی وقت کھڑے ہوئے اور چبوترے کو توڑنا شروع کر دیا اور توڑ پھوڑ کر دور پھینک دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ”عمر بن خطاب نے سردارِ قریش ابوسفیان کو حکم دیا تو اس نے مان لیا۔ اے عمر! یہ صرف اسلام کی برکت ہے۔“

(۳)..... ان برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قَصَّاب (یعنی گوشت فروش) حضرات اپنی دکانوں کے سامنے جانوروں کو ذبح کر ڈالتے ہیں تو خون اور نجاست سے لوگوں کو تکلیف

ہوتی ہے، ان کے لئے وہاں سے گزرنا دشوار ہو جاتا اور ان پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے اور ایسا اکثر دیہاتوں میں ہوتا ہے۔

(۴)..... بعض اوقات خصوصاً موسم سرما میں گھروں میں سے سڑکوں پر پانی نکال دیا جاتا ہے اور کبھی پانی سڑک پر جم جاتا ہے جس سے گزرنے والے پھسلتے اور گرتے رہتے ہیں۔

(۵)..... سڑکوں پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ گھومتے پھرتے ہیں اور ایک دوسرے سے خوب گپ شپ کرتے ہیں جس سے عورتوں کے فتنے ظاہر ہوتے ہیں اور مردوں کو فتنوں میں مبتلا کرنے کے لئے عورتیں اپنے جسم کی نمائش کرتی ہیں اور یہ چیز انسان کو برائی پر دلیر کرتی ہے جبکہ دین حنیف ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔

شادی و خوشی کے موقع پر ہونے والی برائیاں:

شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر عموماً درج ذیل برائیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے:

(۱)..... ایسے مواقع پر مردوں کے لئے ریشم کے قالین بچھائے جاتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ مگر عورتوں کے لئے ان کا استعمال جائز ہے۔

(۲)..... سونے چاندی کی انگیٹھی وغیرہ سے دھونی لینا یا مشروبات کے لئے مردوں اور عورتوں کا سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا (اور یہ مطلقاً منع ہے)۔

(۳)..... ایسے پردوں کا استعمال عام ہے جن پر جانداروں کی تصاویر منقش کی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایسی کرسیاں بچھائی جاتی ہیں جن پر جانداروں کی تصویریں کندہ ہوتی ہیں۔

(۴)..... (ایسی محافل میں) موسیقی اور گانے باجے دلچسپی سے سُنے جاتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط عام ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص برائی کو ختم کرنے سے عاجز ہو اس پر وہاں سے چلے جانا ضروری ہے اور اسے وہاں بیٹھ کر برائیاں دیکھنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ (۱)

..... دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“.....

(۵)..... زمین پر بچھائے جانے والے قالین یا کرسیوں اور تکیوں پر ڈالے جانے والے کُود اگر تصویروں والے ہوں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور یہی حکم عام تصویروں والے استعمالی برتنوں کا ہے۔ مگر ان کا تزئین و آرائش کے لئے رکھنا جائز نہیں۔

(۶)..... ایسے برتن کہ جن کو کسی ذی روح کی صورت پر تیار کیا گیا ہو۔ مثلاً ایسی انکیٹھی جس کا اوپری حصہ پرندے کی شکل کی طرح ہوتا ہے ایسے برتنوں کا استعمال حرام ہے اور ان کے اوپری حصے کو توڑنا واجب ہے۔ چنانچہ حضور نبی مکرمؐ، نور مجسمؑ، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلمؐ ارشاد فرماتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: ”گذشتہ رات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ کے دروازہ اقدس پر اور دولت خانے کے اندر لٹکے ہوئے پردوں پر تصویریں تھیں اور کاشانہ اطہر میں گیتا موجود تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حکم فرمائیے کہ گھر میں موجود تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں تاکہ وہ درختوں کی طرح ہو جائیں اور پردے کے متعلق حکم دیجئے کہ انہیں کاٹ کر دو تکیے بنائے جائیں تاکہ وہ (تصویریں) پاؤں سے روندی جائیں اور گتے کو گھر سے نکلوا دیجئے۔“ (۱)

..... حصہ 16 صفحہ 35 پر صدر الشریعہ، بدو الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، لہو و لعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں، اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوانہ ہو اور اگر مقتدی و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں، نہ وہاں بیٹھیں، نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدی ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں۔“

..... سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور، الحدیث: ۴۱۵۸، ص ۱۵۲۶۔

(۷)..... خوشی کے مواقع پر ہونے والی برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے مواقع پر چوسر (یعنی زرد شیر) ^(۱)، شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلنے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور چوسر کھیلنا گناہ ہے۔ چنانچہ، حضرت سیدنا بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”جس نے چوسر کا کھیل کھیل لیا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگا۔“ (۲)

ایک روایت میں ہے: ”گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈالا۔“ (۳) حضرت سیدنا ابو موسیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ”جس نے چوسر کا کھیل کھیلنا تحقیق اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔“ (۴)

حضور نبی کریم، رَعُوفٌ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جس نے اس کے مہرے (یعنی چوسر کی گوٹ) اُلٹ پُلٹ کرتے ہوئے انتظار کیا کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔“ (۵)

حضرت سیدنا حافظ عبد العظیم بن عبد القوی منذری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”جمہور فقہائے کرام رَحْمَتُہُمُ اللہُ السَّلام کا موقف یہ ہے کہ ”چوسر کھیلنا حرام ہے۔“ اور بعض..... ایک کھیل کا نام ہے جو بادشاہِ اردو شیر بن بابک نے ایجاد کیا تھا۔

.....صحیح المسلم، کتاب الشعر، باب تحریم اللعاب بالنرد شیر، الحدیث: ۵۸۹۶، ص ۱۰۷۸.

.....سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النهی عن اللعاب بالنرد، الحدیث: ۴۹۳۹، ص ۱۵۸۵.

.....موطأ امام مالک، کتاب الرؤیا، باب ماجاء فی النرد، الحدیث: ۱۸۳۶، ج ۲، ص ۴۴۱.

.....شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، الحدیث: ۶۴۹۹، ج ۵، ص ۲۳۷.

فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام نقل فرماتے ہیں کہ چوسر کھیلنے کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ جبکہ شطرنج کھیلنے میں اختلاف ہے۔

شطرنج کے جواز کی شرائط:

بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام نے تین شرائط کے ساتھ شطرنج کھیلنے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس کے ذریعے جنگی معاملات میں کافی مدد ملتی ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے سبب نمازِ اجتماعت (اور کسی بھی واجب شرعی) میں خلل نہ آئے۔ دوسری یہ کہ اس میں جوآنہ ہو اور تیسری یہ ہے کہ کھیل کے دوران فحش گوئی سے بچا جائے۔

لہذا جب کھیلنے والے نے ان شرائط میں سے کسی کا خلاف کیا تو ایسے شخص کی عدالت ساقط اور گواہی مردود ہے۔ اکثر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کا موقف یہ ہے کہ ”یہ (یعنی شطرنج کھیلنا) حرام ہے۔ اس کا حکم چوسر کے حکم جیسا ہے۔ حضرت سیدنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْکافی کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت سیدنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقوی نے اسے جائز قرار دیا ہے اور شطرنج کے حرام ہونے پر ضعیف احادیث وارد ہیں۔“ (۱)

(۸)..... ایسے مواقع پر کھانا عموماً مالِ حرام سے ہوتا ہے یا کھلانے کی جگہ غصب شدہ ہوتی

..... منجد واعظم، امام اہلسنت حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اس کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”شطرنج کو اگرچہ بعض علمائے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے: (۱)..... بدکر (یعنی شرط باندھ کر) نہ ہو (۲)..... نادراں کبھی کبھی ہو، عادت نہ ڈالیں (۳)..... اُس کے سبب نمازِ اجتماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے (۴)..... اُس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵)..... فحش نہ نکلیں۔ مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا۔ خصوصاً شرط دوم و سوم کہ جب اس کا چکر پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لا اقل (یعنی کم از کم) وقت نماز میں تنگی یا جماعت میں غیر حاضری بے شک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۷۶، رضافاؤنڈیشن لاہور)

ہے یا بچھائے جانے والے کپڑے ایسے ہوتے ہیں جن کا استعمال حرام ہوتا ہے اور بالخصوص جب ایسی محفل میں شراب نوشی بھی ہو تو وہاں جانا ناجائز و حرام ہے اگرچہ یہ خود شراب نہ پیتا ہو۔ کیونکہ وہاں فُسَّاق شرعی طور پر حرام افعال کا ارتکاب کرتے ہیں اور یوں ہی ایسے شخص کی محفل میں جانا بھی ناجائز ہے جو بغیر کسی شرعی مجبوری کے ریشم اور سونے چاندی کا لباس پہنتا ہو۔

(۹)..... ایسی محافل میں مسخرے ہوتے ہیں اور فحش کلامی سے لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔ لہذا اگر کسی محفل میں ایسا ہوتا ہو تو وہاں جانا بھی ناجائز ہے اور اگر وہاں پر پہلے سے موجود ہو تو اگر قدرت رکھتا ہو تو اس پر انہیں روکنا واجب ہے ورنہ وہاں سے چلا جائے اور اگر مسخرے خلاف شرع گفتگو نہ کریں تو گناہ نہیں۔

(۱۰)..... ایسے مواقع پر عموماً بہت زیادہ کھانا ضائع کیا جاتا ہے یہ بغیر کسی ضرورت کے مال کو ضائع کرنا ہے (جو کہ ناجائز ہے)۔ اور گانا گانے والیوں پر مال خرچ کرنا بھی اسراف میں داخل ہے۔

اسراف کی مختلف صورتیں:

مختلف احوال کے اعتبار سے اسراف کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً ایک شخص کے پاس 5 ہزار روپے ہیں۔ اہل و عیال کا خرچ بھی اس کے ذمہ ہے اور اس رقم کے علاوہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اگر اس نے ساری رقم سے ولیمہ کر دیا تو ایسا شخص اسراف کرنے والا کہلائے گا اور اسے ایسا کرنے سے روکنا واجب ہے۔ **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ① (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۹)
ترجمہ: کنز الایمان: اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ
رہے ملامت کیا ہوا تھا کا ہوا۔

شانِ نزول:

مذکورہ آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ایک شخص نے اپنا تمام مال تقسیم کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ باقی نہ چھوڑا۔ جب اس سے نفقہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ نہ دے سکا۔ ایک اور مقام پر اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُبْذِرْ مَبْذِرًا ۖ إِنَّ الْبُذْرَ إِذْ رَیْنُ کَاثِرًا
اِخْوَانِ الشَّیْطٰنِ ۖ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۷) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُسْرِفُوْا
وَلَمْ یَقْتُرُوْا (پ ۱۹، الفرقان: ۶۷) ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔

اس قرض دار کا کیا حال ہوگا جو اپنا تمام مال خرچ کر دے۔ پس جو اسراف کرتے ہوئے اپنا سارا مال خرچ کر دے تو اسے روکنا ضروری ہے اور قاضی وقت پر واجب ہے کہ وہ اسے ایسا کرنے سے روکے۔ ہاں! جس پر کسی کا نفقہ واجب نہ ہو اور اس کا توکل بھی کامل ہو تو اس کے لئے اپنا تمام مال کا خیر میں خرچ کر دینا جائز ہے۔ لیکن جس پر کسی کا نفقہ واجب ہو یا وہ توکل سے عاجز ہو تو اسے سارا مال خرچ کر دینا جائز نہیں۔ ان مثالوں کو بطور ترغیب ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ آج کل ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اپنا سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیں۔ اس موقع کی مناسبت سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ،

اللہ و رسول عز و جل و صلی اللہ علیہ و سلم کافی ہیں:

ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ، قراری قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

وَسَلَّمَ نے لشکر تیار کرنے کے لئے مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا تمام مال لا کر حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحِیمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنْ اَعْيُوبٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”ان کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کافی ہیں۔“ (۱)

مسئلہ: اپنے گھر کی تزئین و آرائش میں تمام مال خرچ کر دینا اسراف ہے اور یہ حرام ہے۔ جس کے پاس مال کافی مقدار میں ہو اس کا اپنے گھر کی تزئین و آرائش میں (عرف سے زیادہ) خرچ کرنا مکروہ ہے اور کھانے اور لباس وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

عام برائیاں:

علم شرعی کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو اقسام ہیں: (۱)..... عالم (۲)..... جاہل۔ جاہل کے لئے جہالت عذر نہیں (بلکہ بقدر ضرورت علم حاصل کرنا فرض ہے) اور تبلیغ نہ کرنے میں عالم کا عذر قبول نہیں۔ پس جس کے پاس جس قدر علم ہے اس پر پیارے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے اسے دوسروں تک پہنچانا لازم ہے۔ چنانچہ، حُسنِ اَخْلَاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری کوئی بات سنی اور اسے اچھی طرح سمجھ کر محفوظ کر لیا۔ کتنے ہی فقہ جاننے والے فقہیہ نہیں ہوتے۔“ (۲)

..... سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب الرخصة فی ذالک، الحدیث: ۱۶۷۸، ص ۱۳۴۸.

..... جامع الاحادیث للسیوطی، حرف النون مع الضاد، الحدیث: ۲۳۸۳۱، ج ۷، ص ۴۸۶.

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:

”جس نے علم کو چھپایا اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُسے آگ کی لگام ڈالے گا۔“ (۱)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ”جو علم حاصل کرتا ہے لیکن اُسے آگے نہیں پہنچاتا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مال تو اکٹھا کرتا ہے مگر اُسے خرچ نہیں کرتا۔“ (۲)

ہر مسجد میں فقہ کے ماہر ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو دین کا علم سکھائے۔ اس میں شہر، گاؤں اور دیہاتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر کسی گاؤں میں عالم نہ ہو تو اطراف کے اہل علم پر لازم ہے کہ اس میں علما کو بھیجیں تاکہ وہ لوگوں کو دینی احکام سکھائیں، انہیں نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے منع کریں۔ اگر اہل علم نے یہ کام کیا تو اجر پائیں گے ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اس میں کسی کو خاص نہیں کیا گیا خواہ عالم ہو یا جاہل۔ عالم تو اس لئے گنہگار ہوگا کہ اس نے نیکی کی دعوت دینے میں سستی کی اور جاہل اس لئے کہ اس نے علم حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔ پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کرے اور اپنے نفس کو فرائض و واجبات کی ادائیگی اور مَنُوعَات و مُحَرَّمَات سے بچنے کا پابند کرے۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کی اصلاح کرے۔ جب ان سے فارغ ہو جائے تو اپنے پڑوسیوں کی اصلاح کرے اور اگر قدرت رکھتا ہو تو اپنے محلہ والوں کو مسجد میں یا خوشی و فرحت کے موقعوں پر نیکی کی دعوت پیش کرے۔ اس طرح اس سے گناہ دور ہو جائے گا۔ اگر آس پاس کے علاقوں میں جا کر نیکی کی دعوت دینے کی استطاعت ہو تو اس پر بھی عمل کرے۔ جب تک روئے زمین پر ایک بھی ایسا شخص موجود ہے جو فرائضِ دینیہ میں سے کسی فرض سے ناواقف ہے تو اس وقت تک علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اپنے اپنے

..... صحیح ابن حبان، کتاب العلم، باب الزجر عن کتابة المرأة..... الخ، الحدیث: ۹۶، ج ۱، ص ۱۵۴.

..... المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۹، ج ۱، ص ۲۰۴.

فرض سے سبکدوش (یعنی بری الذمہ) نہیں ہوں گے۔

اس تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیامت کے دن ہر مسلمان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اپنی قدرت کے مطابق لوگوں کو دین کی تعلیمات دی تھیں یا نہیں؟ اور جو شخص اس سے عاجز ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کا عذر قبول ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ اپنی پوری کوشش اور طاقت خرچ کر دے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عقبہ بن نافع رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے گھوڑے کو سمندر میں ڈال کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی تھی: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سمندر پار کوئی آبادی ہے تو میں تیری راہ میں جہاد کو جاری رکھتا۔“

حُکام وقت کو وعظ و نصیحت:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے معاملات کی رعایت اور ان کے مفادات میں مشغول رہنے پر مہتر فرماتا ہے۔ یہ لوگ مکمل عقل و بصیرت کے مالک ہوتے ہیں اور رعایا کے سکون پر اپنے قیمتی اوقات قربان کر دیتے ہیں۔ حُکام اپنے دُنیوی اُمور میں مشغول ہونے کی وجہ سے وقتاً فوقتاً ایسے شخص کے محتاج رہتے ہیں جو انہیں نیکی کی دعوت دے اور سلطنت کی حفاظت اور مضبوطی کے لئے لوگوں کی تعریف و مذمت سے آگاہ کرے۔ کوئی بھی سلطنت اس وقت تک صحیح طور پر قائم نہیں ہو سکتی جب تک اس کی بنیاد عدل و انصاف پر نہ ہو اور حاکم وقت سے لوگوں کے چھوٹے بڑے معاملات پوشیدہ نہ ہوں۔

حاکم وقت کے نائب پر لازم ہے کہ وہ حاکم اور رعایا کے مابین معاملات میں دیا ندر ہو اور اس سے کسی چیز کا لالچ نہ رکھتا ہو ورنہ اس کی نصیحت بے اثر ہوگی۔ نیز حاکم کو رعایا کی صحیح صورتِ حال سے آگاہ کرتا رہے اور ہر گز دھوکا دہی، غلط بیانی اور چالپوسی سے کام نہ لے۔ اسی طرح اُمورِ سلطنت میں حاکم وقت کی معاونت کرتا رہے کیونکہ حاکم اکیلا اپنی

رعایا کے حالات سے واقف نہیں ہو سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے بے شمار معاملات ہوتے ہیں اور بسا اوقات سلطنت کافی وسیع ہوتی ہے اور نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بادشاہ کے ہم نشین پر لازم ہے کہ وہ نصیحت کرنے والا، امانت دار، بھلائی کے کاموں پر راہنمائی کرنے والا اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔ یہ اچھے ہم نشین کی صفات ہیں اور اگر حاکم کا نائب مذکورہ اوصاف کا حامل نہ ہو تو وہ بُرا ہم نشین اور نقصان دہ ہوگا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کچھ حکام ایسے ہوں گے جنہیں ان کے مصاحبین اور غُلاش (یعنی غیار) لوگ رعایا کے معاملات سے اندھیرے میں رکھیں گے، وہ جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے۔ تو جو شخص ان کے پاس آئے، ان کے جھوٹ کے باوجود ان کی تصدیق کرے اور ظلم پر ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ مجھے اس سے کوئی سروکار اور جو ان کے پاس نہ جائے اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کی تصدیق نہ کرے اور ظلم پر ان کی مدد نہ کرے میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔“ (۱)

غُلاش، غَاشِیَہ کی جمع ہے اور غَاشِیَہ سے مراد وہ شخص ہے جو چالاک و ہوشیار ہو خواہ بھلائی میں ہو یا برائی میں یا کسی ناپسندیدہ معاملے میں اور حاکم وقت سے ملنے اس کے پاس آنے والے لوگوں کو بھی غَاشِیَہ کہا جاتا ہے۔

مفہوم حدیث:

اس حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ ”عنقریب کچھ اُمرا ایسے ہوں گے جن کے ہم نشین و مصاحبین جھوٹے، منافق، ظالم، بدتر اور فتنہ باز ہوں گے اور یہ لوگ حاکم وقت اور رعایا..... المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۱۹۲، ج ۴، ص ۵۰، تقدّموا تأخراً۔

دونوں کے لئے فتنہ کا باعث ہوں گے۔“

حاکم کے ہم نشین پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرے تاکہ اجر و ثواب کا ذخیرہ اکٹھا کرے نہ کہ اپنی گردن پر گناہوں کا بوجھ ڈال لے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابولحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کسی مسلمان کو ایسے مقام پر ذلیل کرے جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی ہو تو اللہ عز و جل اسے ایسی جگہ ذلیل و رسوا کرے گا جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو تو اللہ عز و جل اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اُسے مدد الہی درکار ہوگی۔“ (۱)

اب حُکامِ وقت کو وعظ و نصیحت کرنے کے متعلق عبرت و فائدہ کے لئے چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ،

سیدنا ابوموسیٰ اور ضبہ محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ:

حضرت سیدنا ضبہ بن محصن عنزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں ہم پر حاکم مقرر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خطبہ دیتے تو اللہ عز و جل کی حمد و ثناء کرتے، حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے خیر کیا کرتے۔ مجھے ان کا یہ طریقہ اچھا نہ لگا، میں نے کھڑے ہو کر عرض کی: ”آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر

..... سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیه، الحدیث: ۴۸۸۴، ص ۱۵۸۱.

فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان کے دوست (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) پر اتنی فضیلت کیوں دیتے ہیں؟ ایسا انہوں نے چند جمعوں میں کیا تھا۔ میری اس بات پر انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں میری یہ شکایت کی گئی تھی کہ صَبَّہ بنِ مِحْصَن عَنَزِی میرے خطبہ میں مداخلت کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں مکتوب کا جواب دیا اور لکھا کہ صَبَّہ کو میرے پاس بھیج دو۔ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دروازہ کھٹکھٹایا، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ باہر تشریف لائے اور پوچھا: ”تم کون ہو؟“ میں نے عرض کی: ”صَبَّہ بنِ مِحْصَن۔“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے فرمایا: ”نہ تو تیرے لئے خوش آمدید ہے اور نہ ہی خیر مقدمی۔“ میں نے عرض کی: ”خوش آمدید تو اللہ نے عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔ اور باقی نہ تو میرا اہل ہے اور نہ ہی کوئی مال۔“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بلاوجہ مجھے میرے شہر سے کیوں طلب فرمایا؟“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ”میرے گورنر (یعنی ابوموسیٰ اشعری) اور تیرے مابین کیا جھگڑا ہوا؟“ میں نے عرض کی: ”ابھی بتاتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب بھی خطبہ دیتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء کرتے، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرود و سلام پڑھتے پھر آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے دعائے خیر کرتے۔ ان کا یہ فعل مجھے اچھا نہ لگا تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کی:

”آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان کے دوست امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اتنی فضیلت کیوں دیتے ہیں؟“ ایسا انہوں نے چند جمعوں میں کیا تھا۔ پھر انہوں نے بذریعہ مکتوب آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے میری شکایت کی۔“ حضرت سیدنا ضبہ بن محصن عَزَّوَجَلَّ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور فرما رہے تھے کہ تم مجھ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں معاف فرمائے کیا تم مجھے معاف کر دو گے؟“ میں نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معاف فرمائے۔“ پھر آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور یہ فرما رہے تھے: ”امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک دن اور ایک رات عمر اور آل عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تمہیں ان کے اس دن اور رات کے متعلق نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کی: ”کیوں نہیں۔“

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رات تو یہ ہے کہ جب رَسُولُ اللہ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار سے دامن بچاتے ہوئے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وَتَعْظِیماً سے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات میں تشریف لے گئے اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی آپ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہو لئے۔ کبھی تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں جانب تو کبھی بائیں جانب۔ اس پر آپ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! یہ کیا ہے؟ پہلے تو تم نے

ایسا کبھی نہیں کیا۔“ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے آجاتا ہوں اور جب یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ کوئی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تعاقب میں نہ آ رہا ہو تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دائیں بائیں طرف سے چلنا شروع کر دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دشمن کی طرف سے خوف ہے۔“

اس رات مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر چل رہے تھے، یہاں تک کہ انگلیاں مبارک سوج گئیں۔ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ حالت دیکھی تو حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر تیز تیز چلنے لگے۔ جب غار کے منہ پر پہنچے تو رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں سے نیچے اتارا اور عرض کی: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! غار میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے میں داخل ہوں گا کیونکہ اگر اس میں کوئی موزی جانور وغیرہ ہو تو آپ سے پہلے مجھے اذیت پہنچائے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ غار میں داخل ہوئے تو وہاں انہیں کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی، پھر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور غار میں لے گئے۔ غار میں ایک ایسا سوراخ تھا کہ جس میں عموماً سانپ اور بچھو وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتا ہے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا پاؤں اس سوراخ پر رکھ دیا اس خوف سے کہ کہیں کوئی موزی جانور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاللّٰہِ وَسَلَّمَ کو ضرر نہ پہنچائے۔ یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رات کا واقعہ ہے۔ (۱)

اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دن یہ ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْغُیُوبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (ظاہراً) اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو بعض نو مسلم عرب (معاذ اللہ) مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ”ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔“ تو میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلسل عرض کرتا رہا: ”اے خلیفہ رسول! لوگوں کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا ہوا زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے اور اسلام میں نرم ہو گئے ہو؟ کس بناء پر میں ان کے ساتھ نرمی کروں؟ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُنیا سے پردہ فرما گئے، سلسلہ وحی ختم ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر ان لوگوں نے مجھے (زکوٰۃ میں) وہ رسی دینے سے بھی انکار کیا جو رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”پھر ہم نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ بہترین حکمران تھے۔ یہ ان کے دن کا واقعہ ہے۔“

پھر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف مکتوب روانہ فرمایا اور انہیں ایسا کرنے پر ملامت فرمائی۔“

..... دلائل النبوة للبيهقي، جماع ابواب المبعث، باب خروج النبي..... الخ، ج ۲، ص ۴۷۷.

امام اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ اور خلیفہ منصور کا واقعہ:

اہل شام کے امام حضرت سیدنا امام عبدالرحمن بن عمر اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”خلیفہ ابو جعفر منصور نے میرے پاس پیغام بھیجا اس وقت میں ساحل پر تھا۔ جب میں اس کے پاس آیا اور قریب پہنچ کر سلام کیا تو اس نے جواب دیا اور مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: ”آنے میں اتنی دیر کیوں کی؟“ میں نے کہا: ”اے خلیفہ! تجھے مجھ سے بھلا کیا کام ہے؟“ اس نے کہا: ”میں آپ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔“ میں نے کہا: ”اے خلیفہ! جو کچھ میں بیان کروں اسے غور سے سننا۔“ خلیفہ منصور نے کہا: ”میں کیسے توجہ نہ دوں گا؟ حالانکہ میں خود سوال کر رہا ہوں اور اسی کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ کو عرض کی ہے۔“ حضرت سیدنا امام اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ”مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم سنو گے مگر عمل نہ کرو گے۔“ یہ سن کر (اس کا وزیر) ربیع مجھ پر چیخا اور اپنا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھایا تو ابو جعفر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا: ”یہ محفل ثواب ہے نہ کہ محفل عقاب۔“ اس سے میرا دل خوش ہو گیا اور میں نے اطمینان کے ساتھ اپنا کلام شروع کرتے ہوئے کہا: ”اے خلیفہ! حُسنِ اخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس بندے کے پاس اس کے دین کے متعلق اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کوئی نصیحت آئے تو یہ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی ایک نعمت ہے جو اس کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اگر وہ شکر کے ساتھ قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ وہ اس پر اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی حجت ہے تاکہ اس کے گناہوں میں اضافہ ہو اور اس کے سبب اس پر اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی زیادہ ہو۔“ (۱)

..... شعب الایمان للبیہقی، باب فی طاعة اولی الامر، فصل فی نصیحة الولاة ووعظہم،

الحديث: ۷۴۱۰، ج ۶، ص ۲۹.

اے خلیفہ! حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ”جو حاکم اس حال میں مرا کہ اپنی رعایا کے ساتھ دھوکا کرنے والا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔“ (1)

ایک روایت میں اس طرح ہے: ”جس امام نے اپنی رعایا کے ساتھ دغا بازی کرتے ہوئے رات گزاری اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔“ (2)

اے خلیفہ! جس نے حق کو ناپسند کیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اچھا نہیں جانا بے شک وہ واضح حق ہے، اسی نے ہی تیرے لئے تیری رعایا کے دلوں کو نرم کر دیا تھا جب اس نے تجھے ان کے معاملات پر حاکم بنایا تھا کیونکہ تجھے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قربت حاصل ہے اور حضور نبی کریم، رُءُوفٌ رَحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی امت پر مہربان و رحیم ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے ہاتھ سے ان کی غم خواری کرتے، لوگ بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قابلِ تعریف ہیں۔ تمہارے لائق یہی ہے کہ اپنی رعایا میں عدل و انصاف اور حق کے ساتھ قائم رہو۔ ان کی پردہ پوشی کرو۔ ان پر اپنے دروازے بند نہ کرو اور ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہ بناؤ۔ اگر انہیں کوئی نعمت ملے تو خوشی کا اظہار کرو اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو غمگین ہو جاؤ۔

اے خلیفہ! پہلے تم اپنی ذات میں مشغول تھے اور دیگر ان لوگوں سے بے پرواہ تھے جن

..... شعب الایمان للبیہقی، باب فی طاعة اولی الامر، فصل فی نصیحة الولاة ووعظہم، الحدیث: ۷۴۱۱، ج ۶، ص ۳۰، ”مات“ بدله ”بات“.

..... شعب الایمان للبیہقی، باب فی طاعة اولی الامر، فصل فی نصیحة الولاة ووعظہم، الحدیث: ۷۴۱۱، ج ۶، ص ۳۰، ”مات“ بدله ”بات“.

کے سرخ و سیاہ اور مسلم و کافر اب تمہاری ملکیت میں ہیں اور ہر ایک کے لئے عدل و انصاف کا ایک حصہ تم پر لازم ہے۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ان میں سے گروہ درگروہ لوگ آئیں گے اور ہر ایک اس مصیبت کی شکایت کرے گا جس میں تم نے اُسے مبتلا کیا ہوگا۔ اور ہر اس ظلم کی شکایت کرے گا جو تم نے اس پر کیا ہوگا؟

اے خلیفہ! ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ، قراقلب و سیدہ، باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں ایک ٹہنی تھی جس سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسواک کرتے اور منافقین کو ڈراتے تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ ٹہنی کیسی ہے جس سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے دل ٹوٹ گئے اور رعب سے بھر گئے؟“ تو اس کا کیا حال ہوگا جس نے لوگوں کے پردے چاک کئے۔ ان کے خون بہائے۔ ان کے گھروں کو تباہ و برباد کیا۔ انہیں جلاوطن کر دیا اور اس کے خوف نے لوگوں کو اس سے دور کر دیا؟

اے خلیفہ! ایک مرتبہ سید المبلّغین، رَحْمَۃُ اللّٰلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک اعرابی سے خراش پہنچنے پر اسے بلایا (اور اس سے قصاص لیا) جبکہ اس نے جان بوجھ کر خراش نہیں لگائی تھی تو جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جبّا رومِ متکبر بنا کر نہیں بھیجا۔“ تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس اعرابی کو بلا کر ارشاد فرمایا: ”مجھ سے قصاص لے لو۔“ اس نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! میں نے معاف کیا اور میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا اگرچہ آپ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَالْہِ وَسَلَّم مجھے ہلاک فرمادیں تو حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالْہِ وَسَلَّم نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔“ (۱)

اے خلیفہ! اپنے نفس کو قابو میں رکھ اور اسے نیکی کی عادت ڈال۔ اس کے لئے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے امان طلب کر اور اس جنت میں رغبت رکھ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے عُیُوب، مُزَنِّہ عُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالْہِ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جنت میں تمہاری کمان جتنی جگہ دُنیا وَمَا فِیْہَا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔“ (۲)

اے خلیفہ! کیا تم اس آیتِ مبارکہ:

مَالٍ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا (پ ۱۵، الکہف: ۴۹) نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔

کی وہ تفسیر جانتے ہو جو تمہارے جدِ امجد (حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) نے بیان کی اور ارشاد فرمایا: ”اس آیت میں مذکور لفظ ”صغیرہ“ سے مراد مسکرا نا اور ”کبیرہ“ سے مراد ہنسنا ہے تو ان اعمال کا کیا حال ہوگا جن کو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور زبانوں نے جمع کیا؟“

اے خلیفہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ”اگر نہرِ فرات کے کنارے کوئی بکری کا بچہ بھی بھوکا پیاسا مر گیا تو مجھے خوف ہے کہ اس کے متعلق مجھ سے پوچھا جائے گا۔“ تو اس کا کیا حال ہوگا جو تیرے عدل و انصاف سے محروم رہا حالانکہ وہ تیری نگہبانی میں تھا۔

.....المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، باب دعا النبی اعرابیًّا الی..... الخ، الحدیث: ۸۰۱۳،

ج ۵، ص ۴۷۱۔

.....صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحدیث ۶۵۶۸، ص ۵۰۰،

”لقید“ بدلہ ”لقاب“۔

اے خلیفہ! کیا اس آیت کریمہ:

يٰۤاٰدٰوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پ ۲۳، ص ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے داؤد! بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

کی تفسیر جانتے ہو جو تمہارے جد امجد رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ چنانچہ، ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زبور شریف میں ارشاد فرمایا: ”اے داؤد! جب دو جھگڑا کرنے والے تیرے سامنے بیٹھیں اور کسی ایک کی طرف تیرا دل مائل ہو تو ہرگز اس کے حق میں فیصلہ کرنے کی خواہش نہ کرنا کہ وہ دوسرے کے خلاف کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا کیا تو میں تجھے اپنی طرف سے عطا کردہ نبوت و خلافت کے درجات میں سے تیرا ایک درجہ کم کر دوں گا۔ پھر اس درجہ میں تیری کوئی فضیلت نہ ہوگی۔ اے داؤد! میں نے اپنے رسولوں کو اپنے بندوں پر اس طرح نگہبان مقرر فرمایا ہے جس طرح اونٹوں کا چرواہا ان کی دیکھ بھال کرتا، ان کے معاملات سے واقف ہوتا اور ایک تدبیر کے تحت ان پر نرمی کرتا، شکستہ حال کی مدد کرتا اور لاغر اونٹوں کو گھاس پانی کی طرف لے جاتا ہے۔

اے خلیفہ! تو ایسی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے کہ اگر اسے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا جاتا تو وہ بھی اسے اٹھانے سے انکار کر دیتے اور اس سے خوف زدہ ہو جاتے۔ اے خلیفہ! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انصاری کو زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل مقرر فرمایا۔ چند دن بعد اسے گھر پر دیکھا تو دریافت فرمایا: ”تم اپنے کام پر کیوں نہیں گئے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے

والے کی مثل اجر ہے؟“ انصاری نے عرض کی: ”ایسی بات نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”تو کیوں نہیں گئے؟“ انصاری نے عرض کی: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ پر والی بنا تو قیامت کے دن اسے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا اور اسے اس کا عدل و انصاف ہی کھول سکے گا۔“ (۱)

اے خلیفہ! بے شک سخت ترین معاملہ **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کے لئے اس کے حق کو قائم کرنا ہے۔ **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کے نزدیک سب سے زیادہ عزت، تقویٰ میں ہے۔ جس نے **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کی اطاعت کے ساتھ عزت طلب کی تو **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** اسے بلندی عطا فرما کر عزت بخشے گا اور جس نے **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کی نافرمانی کے ساتھ عزت طلب کی تو **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ یہ میری طرف سے تجھے نصیحت ہے۔ ”وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ“

حضرت سیدنا امام اوزاعی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: پھر میں واپسی کے لئے اٹھا تو خلیفہ ابو جعفر منصور نے پوچھا: ”کہاں؟“ میں نے کہا: ”اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اپنی اولاد اور وطن کی طرف، اگر اجازت ہو تو۔“ خلیفہ نے کہا: ”میں نے آپ کو اجازت دی اور اس نصیحت پر آپ کا شکریہ ادا کرتا اور اسے قبول کرتا ہوں اور **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** ہی نیکی کی توفیق عطا فرمانے والا اور مددگار ہے۔ میں اسی سے مدد طلب کرتا اور اسی پر توکل کرتا ہوں۔ وہ مجھے کافی ہے اور وہ سب سے اچھا کارساز ہے۔ مجھے اسی طرح کی نصیحت کرتے رہنا کیونکہ آپ کی بات قبول کی جانے والی ہے اور آپ نصیحت میں مخلص ہیں۔“ میں نے کہا: ”اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ایسا ہی کروں گا۔“

.....مجمع الزوائد، کتاب الخلافة، باب فی من ولی شیعا، الحدیث: ۹۰۳۵، ج ۵، ص ۳۷۰، مفہومًا.

حضرت سیدنا محمد بن مصعب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: خلیفہ نے انہیں کچھ مال دینے کا حکم دیا تاکہ جاتے ہوئے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو کام آئے۔ مگر حضرت سیدنا امام اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے قبول نہ کیا اور ارشاد فرمایا: ”میں اس سے بے نیاز ہوں، میں اپنی نصیحت دنیوی مال و متاع کے عوض نہیں بیچنا چاہتا۔“ منصور نے ان کی روش کو جان لیا اور ان پر اس معاملہ میں قدرت نہ پاسکا۔^(۱)

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے سلسلے میں ہمارے علمائے حق کی سیرت یہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے رعب و دبدبہ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے کیونکہ اِن نفوسِ قدسیہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم پر توکل کیا تھا کہ وہی ان کا محافظ ہے اور وہ اس حکمِ الہی پر راضی تھے کہ وہ انہیں شہادت سے نواز دے۔ جب انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنی نیتوں کو خالص کر لیا تو ان کے کلام میں ایسی تاثیر پیدا ہو گئی کہ سخت دلوں کو بھی نرم کر دیا۔ آج کے دور میں تو بعض اہل علم کی زبانیں لالچ کی زنجیروں میں قید ہو گئیں اور انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اگر کلام کرتے بھی ہیں تو ان کے قول و فعل میں موافقت نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے وہ کامیاب بھی نہیں ہوتے۔ بادشاہوں میں بگاڑ پیدا ہونے کی وجہ سے رعایا بگڑ جاتی ہے اور بادشاہوں میں بگاڑ اہل علم کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے اور اہل علم میں فساد مال و منصب کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جن پر دنیا کی محبت غالب آجائے وہ بگڑے ہوئے عام لوگوں کو بھی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے پر قادر نہیں ہوتے تو پھر حکماء و اُمرا کو دعوت کیسے دیں گے۔^(۲)

.....حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ذکر طبقۃ من تابعی اہل الشام، ابو عمرو الاوزاعی،

الحديث: ۸۱۲۰، ج ۶، ص ۱۴۶ تا ۱۵۱۔

.....احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، باب الرابع فی امر.....الخ،

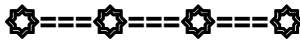
ج ۲، ص ۴۳۷۔

اللہ عزوجل حضرت سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی پر رحم فرمائے، انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوهُ صَانَهُمْ وَلَوْ عَظَّمُوهُ فِي الْقُلُوبِ لِعَظَّمَا
وَلَكِنْ أَهَانُوهُ فَهَانُوا وَلَطَخُوا مُحْيَاهُ بِالْأُطْمَاعِ حَتَّى تَجْهَمَا

ترجمہ: (۱)..... اگر اہل علم، علم کی حفاظت کرتے تو یہ ان کی حفاظت کرتا اور اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کرتے تو یہ بھی ان کو عزت دیتا لیکن انہوں نے اس کی بے قدری تو بین کی تو خود اپنی اہمیت کھو بیٹھے اور لالچ سے اس کا چہرہ آلودہ کر دیا یہاں تک کہ علم نے ان سے روگردانی کر لی۔

وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَإِلَيْهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



6 افراد پر لعنت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”6 طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ عزوجل بھی اُن پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ 6 اشخاص یہ ہیں: (۱) کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جسے اللہ عزوجل نے ذلیل کیا اور اسے ذلیل کرتا ہے جسے اللہ عزوجل نے عزت عطا فرمائی (۴) اللہ عزوجل کے حرم (یعنی حرم مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (۶) میری سنت کو

(صحیح ابن حبان، الحدیث: ۵۷۱۹، ج ۷، ص ۵۰۱)

چھوڑنے والا۔“

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور
2	ترجمہ کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور
3	تفسیر خزائن العرفان	سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور
4	تفسیر نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر پھائی کمپنی لاہور
5	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ	دار السلام ریاض
6	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض
7	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	دار السلام ریاض
8	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۹ھ	دار السلام ریاض
9	سنن نسائی	امام احمد بن شعبہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۳ھ	دار السلام ریاض
10	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۳ھ	دار السلام ریاض
11	الموطأ	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
12	المسند	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
13	المستدرک	امام محمد بن عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
14	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم مندری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۵۶ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
15	صحیح ابن حبان	حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
16	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
17	الجامع الصغیر	امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۵ھ
18	المعجم الصغیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ
19	المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ
20	دلائل النبوة	حافظ احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
21	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰
22	جامع الاحادیث	امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
23	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
24	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
25	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ المدینہ کراچی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 202 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 13 کتب ورسائل { شعبہ کتب اعلیٰ حضرت }

اردو کتب:

- 01..... راہ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَأَى الْقَطِطُ وَالْوَبَاءُ بِدَعْوَةِ الْجَبِرَانِ وَمَوَاسِقَ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: 40)
- 02..... کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كَيْفَ الْقَفِيهِ الْفَاهِمُ فِي أَحْكَامِ قِرَاطِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: 199)
- 03..... فضائل دعا (أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِأَذَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاءِ لِأَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: 326)
- 04..... عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وَسَاحُ الْجِدْفِي تَحْلِيلُ مُعَانَقَةِ الْعِيدِ) (کل صفحات: 55)
- 05..... والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (الْحَقُوقُ لَطَرِحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات: 125)
- 06..... المفسو ظ المعروف بملفوظات اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات: 561)
- 07..... شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شَرْعٍ وَعِلْمَاءِ) (کل صفحات: 57)
- 08..... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (الْيَاقُوتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات: 60)
- 09..... معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- 10..... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيِّ) (کل صفحات: 100)
- 11..... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (أَعْجَبُ الْإِمْدَادِ) (کل صفحات: 47)
- 12..... ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِبْنَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: 63)
- 13..... اولاد کے حقوق (مَسْئَلَةُ الْإِزْشَادِ) (کل صفحات: 31)
- 14..... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)
- 15..... الْوَلِيْفَةُ الْكُرِيْمَةُ (کل صفحات: 46)

عربی کتب:

- 16، 17، 18، 19، 20..... جَدُّ الْمُتَمَارِ عَلَى رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثاني والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 570، 672، 713، 650، 483)
- 21..... التَّغْلِيْقُ الرَّضَوِيُّ عَلَى صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ (کل صفحات: 458)

- 22..... کِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات: 74) 23..... الْأَجَازَاتُ الْمَتِينَةُ (کل صفحات: 62)
 24..... الرُّمُزَةُ الْقَمَرِيَّةُ (کل صفحات: 93) 25..... الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (کل صفحات: 46)
 26..... تَمْهِيدُ الْإِيمَانِ (کل صفحات: 77) 27..... أَجَلِي الْإِعْلَامِ (کل صفحات: 70)
 28..... إِقَامَةُ الْقِيَامَةِ (کل صفحات: 60)

عنقرب آنے والی کتب

01..... جَدُّ الْمُتَمَتَّارِ عَلَى رَدِّ الْمُخْتَارِ (المجلد السادس)

02..... اولاد کے حقوق کی تفصیل (مَشْعَلَةُ الْإِرْشَادِ)

{ شعبہ تراجم کتب }

- 01..... اللہ والوں کی باتیں (حلیۃ الاولیاء وَطِبَقَاتُ الْأَصْفِيَاءِ) پہلی قسط: تذکرہ خلفائے راشدین (کل صفحات: 217)
 02..... مدنی آقا کے روشن فیصلے (الْبَاهِرُ فِي حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات: 112)
 03..... سایہ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تَمْهِيدُ الْقُرُوشِ فِي الْخِصَالِ الْمَوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات: 28)
 04..... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرْأَةُ الْعُيُونِ وَمُقَرَّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُونِ) (کل صفحات: 142)
 05..... نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیدہ احادیثِ رسول (الْمَوَاعِظُ فِي الْأَحَادِيثِ الْقُدْسِيَّةِ) (کل صفحات: 54)
 06..... جنت میں لے جانے والے اعمال (الْمَتَجَرُّ الرَّابِعُ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات: 743)
 07..... امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی وصیتیں (وَصَايَا إِمَامٍ أَعْظَمَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ) (کل صفحات: 46)
 08..... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلداول) (الزَّوْاجِرُ عَنْ إِفْتِرَافِ الْكِبَائِرِ) (کل صفحات: 853)
 09..... نیکی کی دعوت کے فضائل (الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ) (کل صفحات: 98)
 10..... فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ) (کل صفحات: 144)
 11..... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الرُّهْدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ) (کل صفحات: 85)
 12..... راولم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ) (کل صفحات: 102)
 13..... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات: 412)
 14..... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم، حصہ دوم) (کل صفحات: 413)
 15..... احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَّابُ الْإِحْيَاءِ) (کل صفحات: 641)
 16..... حکایتیں اور نصیحتیں (الرَّوَضُ الْفَائِقُ) (کل صفحات: 649)

- 17..... اچھے برے عمل (رسالة المذكرة) (کل صفحات: 122)
- 18..... شکر کے فضائل (الشکر لله عز وجل) (کل صفحات: 122)
- 19..... حسن اخلاق (مكارم الاخلاق) (کل صفحات: 102)
- 20..... آنسوؤں کا دریا (بحر الدموع) (کل صفحات: 300)
- 21..... آداب دین (الآداب فی الدین) (کل صفحات: 63)
- 22..... شاہراہ اولیا (منهاج العارفين) (کل صفحات: 36)
- 23..... بیہ کو نصیحت (ایہا الولد) (کل صفحات: 64)
- 24..... الدعوة إلى الفکر (کل صفحات: 148)

عنقریب آنے والی کتب

- 01..... اللہ والوں کی باتیں (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء) (جلد 1 مکمل)
- 02..... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد 2)

{ شعبہ درسی کتب }

- 01..... مراہ الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصبح (کل صفحات: 241)
- 02..... الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ (کل صفحات: 155)
- 03..... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات: 325)
- 04..... اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)
- 05..... نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء (کل صفحات: 392)
- 06..... شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد (کل صفحات: 384)
- 07..... الفرح الكامل علی شرح مئة عامل (کل صفحات: 158)
- 08..... غنایۃ النحو فی شرح ہدایۃ النحو (کل صفحات: 280)
- 09..... صرف بھائی مع حاشیۃ صرف بنائی (کل صفحات: 55)
- 10..... دروس البلاغۃ مع شمس البراعۃ (کل صفحات: 241)
- 11..... مقدمۃ الشیخ مع التحفۃ المرضیۃ (کل صفحات: 119)
- 12..... نزہۃ النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات: 175)
- 13..... نحو میر مع حاشیۃ نحو منیر (کل صفحات: 203)

- 14..... تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات: 144) 15..... نصاب النحو (کل صفحات: 288)
 16..... نصاب اصول حدیث (کل صفحات: 95) 17..... نصاب التجوید (کل صفحات: 79)
 18..... المحاذیة العربیة (کل صفحات: 101) 19..... تعریفات نحویة (کل صفحات: 45)
 20..... خاصیات ابواب (کل صفحات: 141) 21..... شرح مئة عامل (کل صفحات: 44)
 22..... نصاب الصرف (کل صفحات: 343) 23..... نصاب المنطق (کل صفحات: 168)

عنقریب آنے والی کتب

01..... انوار الحدیث (مع تخریج و تحقیق)

02..... قصیدہ بردہ مع شرح خریوتی

03..... نصاب الادب

{ شعبہ تخریج }

- 01..... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عشق رسول (کل صفحات: 274)
 02..... بہار شریعت، جلد اول (حصہ اول تا ششم، کل صفحات: 1360)
 03..... بہار شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات: 1304)
 04..... أمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن (کل صفحات: 59)
 05..... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422)
 06..... گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 244)
 07..... بہار شریعت (سوا ہواں حصہ، کل صفحات: 312) 08..... تحقیقات (کل صفحات: 142)
 09..... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56) 10..... جنتی زیور (کل صفحات: 679)
 11..... بہار شریعت حصہ ۱۵ (کل صفحات: 219) 12..... علم القرآن (کل صفحات: 244)
 13..... بہار شریعت حصہ ۱۴ (کل صفحات: 243) 14..... سوانح کر بلا (کل صفحات: 192)
 15..... بہار شریعت حصہ ۱۳ (کل صفحات: 201) 16..... الربیعین حنفیہ (کل صفحات: 112)
 17..... بہار شریعت حصہ ۸ (کل صفحات: 206) 18..... کتاب العقائد (کل صفحات: 64)
 19..... بہار شریعت حصہ ۷ (کل صفحات: 133) 20..... منتخب حدیثیں (کل صفحات: 246)
 21..... بہار شریعت حصہ ۱۰ (کل صفحات: 169) 22..... اسلامی زندگی (کل صفحات: 170)
 23..... بہار شریعت حصہ ۱۲ (کل صفحات: 222) 24..... آئینہ قیامت (کل صفحات: 108)

- 25..... بہار شریعت حصہ ۹ (کل صفحات: 218) 32 تا 26..... فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)
 33..... بہار شریعت حصہ ۱۱ (کل صفحات: 280) 34..... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: 50)
 35..... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: 249) 36..... جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)
 37..... کراماتِ صحابہ (کل صفحات: 346) 38..... اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78)
 39..... سیرت مصطفیٰ (کل صفحات: 875) 40..... آئینہٴ عبرت (کل صفحات: 133)

عنقریب آنے والی کتب

01..... بہار شریعت حصہ ۱۵، ۱۶

02..... معمولات الابرار

03..... جواہر الحدیث

{ شعبہ اصلاحی کتب }

- 01..... غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106) 02..... تکبر (کل صفحات: 97)
 03..... فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات: 87) 04..... بدگمانی (کل صفحات: 57)
 05..... رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات: 255) 06..... نور کا کھلونا (کل صفحات: 32)
 07..... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: 49) 08..... فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164)
 09..... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32) 10..... ریا کاری (کل صفحات: 170)
 11..... قومِ جنات اور امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 262) 12..... عشر کے احکام (کل صفحات: 48)
 13..... توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: 124) 14..... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: 150)
 15..... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66) 16..... تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)
 17..... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: 63) 18..... ٹی وی اور مودی (کل صفحات: 32)
 19..... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30) 20..... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96)
 21..... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: 120) 22..... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات: 215)
 23..... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات: 39) 24..... خوفِ خدا غزوہٴ جہنم (کل صفحات: 160)
 25..... تعارفِ امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 100) 26..... انفرادی کوشش (کل صفحات: 200)
 27..... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62) 28..... انصابِ مدنی قافلہ (کل صفحات: 196)

- 29..... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325) 30..... نئیائے صدقات (کل صفحات: 408)
 31..... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: 152) 32..... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)
 33..... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33)

{ شعبہ امیر اہلسنت }

- 01..... سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات: 49)
 02..... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: 48)
 03..... اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات: 32)
 04..... 25 کرچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات: 33)
 05..... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: 24)
 06..... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: 48)
 07..... تذکرہ امیر اہلسنت قط سوم (سنت نکاح) (کل صفحات: 86)
 08..... آداب مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)
 09..... بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: 48) 10..... قبر کھل گئی (کل صفحات: 48)
 11..... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: 48) 12..... گوگامبلغ (کل صفحات: 55)
 13..... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: 220) 14..... گمشدہ دولہا (کل صفحات: 33)
 15..... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: 33) 16..... جنوں کی دنیا (کل صفحات: 32)
 17..... تذکرہ امیر اہلسنت قط (2) (کل صفحات: 48) 18..... غافل درزی (کل صفحات: 36)
 19..... مخالفتِ محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات: 33) 20..... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: 32)
 21..... تذکرہ امیر اہلسنت قط (1) (کل صفحات: 49) 22..... کفن کی سلامتی (کل صفحات: 33)
 23..... تذکرہ امیر اہلسنت (قط 4) (کل صفحات: 49) 24..... کفن کی سلامتی (کل صفحات: 33)
 25..... چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات: 32) 26..... بد نصیب دولہا (کل صفحات: 32)
 27..... معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32) 28..... بے قصور کی مدد (کل صفحات: 32)
 29..... عطاری جن کا غسلِ میت (کل صفحات: 24) 30..... ہیر و نیچی کی توبہ (کل صفحات: 32)
 31..... نو مسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات: 32) 32..... مدینے کا مسافر (کل صفحات: 32)

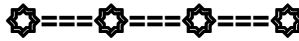
- 33..... خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات: 32) 34..... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 35..... ساس بہویں صلح کاراز (کل صفحات: 32) 36..... قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)
- 37..... فیضان امیر اہلسنت (کل صفحات: 101) 38..... حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: 32)
- 39..... ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات: 32) 40..... کرسچین کا قبول اسلام (کل صفحات: 32)
- 41..... صلوة وسلام کی عاشقہ (کل صفحات: 33) 42..... کرسچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32)
- 43..... میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات: 32) 44..... نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات: 32)
- 45..... آنکھوں کا تارا (کل صفحات: 32) 46..... ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات: 32)
- 47..... بابرکت روٹی (کل صفحات: 32) 48..... اغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات: 32)
- 49..... میں نیک کیسے بنا (کل صفحات: 32) 50..... شرابی، مؤذن کیسے بنا (کل صفحات: 32)
- 51..... بدکردار کی توبہ (کل صفحات: 32) 52..... خوش نصیبی کی کرنیں (کل صفحات: 32)
- 53..... ناکام عاشق (کل صفحات: 32) 54..... نادان عاشق (کل صفحات: 32)

عنقریب آنے والے رسائل

01..... V.C.D کی مدنی بہاریں (قسط 3) (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)

02..... اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب

03..... دعوت اسلامی اصلاح امت کی تحریک



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر فریسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مجھے مکہ منیٰ ماحول میں بکثرت سُنیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات کو فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی میں مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَنذِ فی الحقیقہ ہے، عاشقانِ رسول کے مَنذِ فی قافلوں میں سنتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ فکرمِ مدینہ کے ذریعے مَنذِ فی انعامات کا رسالہ ہے کہ اپنے یہاں ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالچھے، اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بزرگ سے پانچ سو سنت بننے لگنا ہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کڑھنے کا ذمہ بن جائے گا، ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذمہ بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ
اپنا اصلاح کے لیے مَنذِ فی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے مَنذِ فی قافلوں میں سفر کرتا ہے۔ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

راولپنڈی فضل مہرچند، کھنٹی پک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
پشاور: فیضانِ مدینہ گورگ ٹیر 1، انارکلی سید محمد
خان پور: رانا لیل پک، شہر کمار۔ فون: 068-5571686
نواب شاہ: پیکارا بازار، ڈاکٹر کریم ملک۔ فون: 4362145
نکسر: فیضانِ مدینہ، جواں روڈ۔ فون: 5619195
گومر: انوار فیضانِ مدینہ، ٹالوچہ، مہار۔ فون: 055-4225653

کراچی: حسین سہوکار روڈ۔ فون: 021-2203311-2314045
لاہور: 1 اجیڑہ پارک، کنگ فیلڈ روڈ۔ فون: 042-7311679
سرگودھا: (پھل پور) اجیڑہ پارک۔ فون: 041-2632625
سیکس: چانگ خیریدان سیرجہ۔ فون: 058274-37212
مہار: پور، فیضانِ مدینہ، انڈی ڈائن۔ فون: 022-2620122
مٹان: انور علی خان، سہوکار روڈ، پور۔ فون: 061-4511192
مکھان: کائی ردا، پاتل ٹریڈ سہوکار، راجیل ٹول، پان، راجیل۔ فون: 044-2550767

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

فون: 4125858، 4921389-93/4126999، فیکس

Email: maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net

